REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO-R.NO 61/57

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ   نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ   وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

POSTEL REGISTRATION NO. P.G.D.P-3.

جلد ۳۷   شمارہ ۲۴

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:۔ خورشید احمد انور

نائب:۔ قریشی محمد فضل اللہ

شرح چندہ
سالانہ ۵۰ روپے
ششماہی ۲۵ روپے
ممالک غیر ۲۰۰ روپے بذریعہ بحری ڈاک
فی پرچہ ایک روپیہ

THE WEEKLY "BADR" QADIAN 143516

(پیغمبرِ حضرت ... بدر قادیان)

یکم ذی قعدہ ۱۴۰۸ ہجری   ۱۶ احسان ۱۳۶۷ ہش   ۱۶ جون ۱۹۸۸ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۔ ۱۶ احسان (جون) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارہ میں ہفتہ زیر اشاعت کے دوران ملنے والی تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ حضور پر نور بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہیں اور دن رات مہمات دینیہ کے سر کرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں الحمد للہ۔ احباب کرام التزام کے ساتھ اپنے دل و جان سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازی عمر اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کے لئے درد دل سے دعائیں کرتے رہیں۔

٥ ۔۔۔ مقامی طور پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان مع محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ اور جملہ درویشان کرام و احباب جماعت بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہیں الحمد للہ ۔

احباب جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی خدمت میں

مختلف زبانوں میں تراجم قرآن کریم کی اشاعت کیلئے

مالی تعاون کی اپیل

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان

جیسا کہ احباب جماعت کو علم ہے صد سالہ جوبلی سے پہلے دنیا کی اہم زبانوں نیز ہندوستان کی علاقائی زبانوں میں بھی تراجم قرآن کریم کی اشاعت کا منصوبہ زیر عمل ہے۔ گزشتہ سال جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقعہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس بابرکت تحریک کو احباب جماعت کے سامنے رکھتے ہوئے اپنی طرف سے ایک زبان کے ترجمہ کی اشاعت کا اعلان فرمایا تھا۔ بفضلہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ کی تحریک پر مختلف ممالک کے احباب اور خاندانوں کو اس مبارک تحریک میں نمایاں حصہ لینے کی توفیق ملی۔

خاکسار نے قادیان میں ذیلی تنظیموں کے سالانہ اجتماعات کے موقعہ پر اس تحریک کو پیش کیا تھا اور پھر ہندوستان کے بعض مخیر احباب کو بھی بذریعہ خطوط تحریک کی تھی۔ لیکن ہندوستان کی جماعتوں میں باقاعدہ اس تحریک کو پیش نہیں کیا جا سکا جس کے سبب ہندوستان کے احمدی احباب تا حال اس سعادت سے محروم رہ گئے ہیں۔ چنانچہ اسی محرومی کی طرف سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب گرامی $\frac{T-2541}{18-5-88}$ میں توجہ دلاتے ہوئے گہرے افسوس اور دکھ کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:۔

" صرف ہندوستان ہی ایک محروم ملک ہے جہاں سے لبیک کا ایک خط بھی موصول نہیں ہوا ۔"

اور حضور نے خاکسار کو تاکید فرمائی ہے کہ:۔

" آپ میرا یہ تاثر ہندوستان کی تمام جماعتوں تک پہنچا دیں اور اس افسوسناک صورت حال سے مطلع کر دیں۔ ممکن ہے میری یہ آواز ان تک پہنچنے کے نتیجہ میں کوئی دوست انفرادی طور پر یا کوئی خاندان یا کوئی جماعت مجموعی طور پر یا پھر ایک شہر یا علاقہ کی جماعتیں اجتماعی طور پر کسی ایک ترجمہ کا خرچ برداشت کر کیں تو بدنامی کا یہ داغ دھو دیں "

پس میں احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی خدمت میں حضور انور کا یہ تاثر اور پیغام پہنچاتے ہوئے گزارش کرتا ہوں کہ تلافی مافات کے لئے توبہ و استغفار کے ساتھ ساتھ پورے خلوص، ہمت، طاقت اور وسعت قلبی کے ساتھ فوری حرکت عمل کی طرف توجہ فرمائیں۔ اور یہ امر مستحضر رکھیں کہ ہندوستان میں جماعت کا دائمی مرکز ہے اور سرزمین قادیان بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مولد و مدفن ہے اور اسی مقدس سرزمین سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عمر بھر انوار قرآنی کو دنیا میں پھیلانے کی مہم جاری رکھی ۔۔۔ لہٰذا احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کا پہلا اور اولین فرض اور حق ہے کہ احیائے اسلام اور اشاعت قرآن کی ہر مبارک تحریک میں صفِ اوّل کے مجاہدین میں شامل ہو کر قربانیاں پیش کریں۔

مخیر احباب جماعت کو انفرادی طور پر اور امراء و صدر صاحبان جماعت کو اس بارے میں مجموعی طور پر مؤثر کوشش کرنے کے لئے حضور ایدہ اللہ کے مکتوب کی نقل بھجوا کر بذریعہ خطوط بھی تحریک کی جا رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ دلوں کو کھولے تا کہ حضور انور کی یہ مبارک تحریک والہانہ لبیک کے استقبال سے مثمر بہ ثمرات حسنہ ہو کر ہندوستان سے ایک سے زائد تراجم قرآن کی اشاعت کی پیشکش کا موجب بنے آمین۔ قادیان میں ۲۴/۵ کو خطبہ جمعہ میں خاکسار نے حضور انور کے مکتوب کو پیش کر کے دعاؤں کے ساتھ اس تحریک میں شامل ہونے کی تلقین کی یہ امر باعث مسرت اور ہندوستان کی تمام جماعتوں کے لئے قابل تقلید ہے کہ بفضلہ تعالیٰ چار دن کے اندر اندر درویشان قادیان و احباب قادیان نے تقریباً دو لاکھ اڑتیس ہزار روپے کے وعدہ جات پیش کئے اور ایک لاکھ اسی ہزار روپیہ نقدی اور زیورات کی شکل میں وصول ہو چکے ہیں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ ان احباب و مستورات کے اموال و نفوس میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

میں امید کرتا ہوں کہ ہندوستان کے مخیر احباب انفرادی طور پر اور جماعتیں اجتماعی طور پر بہترین ردّ عمل ظاہر کریں گی کہ جس سے نہ صرف حضور انور کی ناراضگی دور ہو سکے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے ساتھ ساتھ خلیفۂ وقت کی خوشنودی اور دعائیں حاصل کرنے کا موجب ہو انشاء اللہ العزیز اپنے والہانہ لبیک سے جلد سے جلد مجھے مطلع کریں تا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اطلاع دی جا سکے۔

ایک ترجمہ کی اشاعت پر کم و بیش ۶۵ ½ ہزار روپے اخراجات ہوں گے کوشش ہونی چاہیئے کہ وعدہ جات کے ساتھ ساتھ زیادہ سے زیادہ ادائیگی بھی ہو جائے

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر:۔ نگران بورڈ بدر قادیان

خلاصہ خطبہ جمعہ

توبہ کو مداومت کیساتھ پکڑے رہنا ایک باشعور انسان کیلئے ضروری ہے

وہ لوگ جو توبہ کرنے کے بعد گناہوں کی طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھتے اُن کی توبہ کی قبولیت یقینی ہو جاتی ہے

خدا کرے کہ یہ رمضان ہمارے لئے استغفار کی نئی صبح لیکر آئے اور دائمی صبحیں ہمارے لئے چھوڑ جائے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۶ ہجرت (مئی) ۱۳۶۷ ہش / ۱۹۸۸ء بمقام مسجد فضل لندن

محترم عبدالحمید صاحب غازی لندن کا قلم بند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر کلیتاً اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے (ایڈیٹر)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور اقدس نے سورۃ الذّٰریٰت کی درج ذیل آیات تلاوت کیں۔

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ۙ اٰخِذِیْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِیْنَ ؕ كَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ ۙ وَ بِالْاَسْحَارِ هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ۙ آیت ۱۶-۱۹

اور پھر فرمایا:۔

میں نے گذشتہ خطبے میں ذکر کیا تھا کہ ہر چیز کے موسم ہوا کرتے ہیں اور رمضان کے آنے سے ہمارے لئے

استغفار کے موسم

آ گئے۔ موسموں میں بھی ایک ہی حالت نہیں ہوا کرتی بلکہ بعض دفعہ خزاں سے بھی ایک نئی خزاں پھوٹتی ہے اور وہ موسم ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ہر طرف موت کا سا سماں پیدا ہو گیا ہے۔ اسی طرح بہاروں سے بھی نئی بہاریں پھوٹتی ہیں اور بعض دفعہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ بہار قابو میں نہیں رہی۔ پھول پھل سب بے قابو ہو جاتے ہیں۔ نہ زمیندار سے سنبھالے جاتے ہیں نہ دیکھنے والے اُن سے استفادہ کی پوری استطاعت رکھتے ہیں ایسے ہی موسموں میں آپ نے انگلستان میں بھی دیکھا ہوگا کہ زمیندار عام دعوت دیتے ہیں کہ جس کا بس چلتا ہے وہ آکر ہماری فصلوں سے استفادہ کرے۔ کچھ پھل وہ قیمت کے طور پر اپنے لئے بھی رکھتے ہیں لیکن ایسے دنوں میں، سارے یورپ میں یہ عام رواج ہے کہ قافلوں کی صورت میں لوگ پھلوں کے باغوں میں جا کر پھلوں سے حسب توفیق استفادہ کرتے ہیں رمضان کے ان دنوں کا جن میں ہم اب داخل ہو رہے ہیں، اسی مضمون سے تعلق ہے۔ اور رمضان کے استغفار کے موسم ہیں سے گویا استغفار کا نیا موسم پھوٹنے والا ہے یعنی رمضان کا آخری عشرہ، جو خاص بخشش کی طلب اور دعاؤں کا زمانہ ہے۔

یہ آیت جس کی میں نے تلاوت کی ہے، اس میں جو وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ کا مضمون بیان ہوا ہے۔ کہ خدا کے مومن پاکیزہ بندے، پاکیزگی طلب کرنے والے بندے صبحوں میں اپنے لئے استغفار کرتے ہیں لیکن اس آیت میں مضمون کا جو پہلا حصہ بیان ہوا ہے اس کا خصوصیت سے رمضان کے اس آخری عشرہ سے تعلق ہے۔ فرمایا... متقی وہ لوگ ہیں جو تسکین بخش سایہ دار باغوں میں ہوں گے جہاں چشمے پھوٹ رہے ہوں گے... اللہ تعالیٰ جو کچھ بھی اُن کو عطا فرمائے گا وہ اسے قبول کر رہے ہوں گے... اس سے پہلے یہ لوگ محسن تھے۔

محسن تو ہمیشہ خدا ہی رہتا ہے۔ لیکن اس موقعے پر بندوں کا ذکر محسن کے طور پر کرنا بھی

خدا کے احسان کی اور تلطف کی ایک انتہا ہے

یہاں محسن کا لفظ اُن معنوں میں تو استعمال نہیں ہو سکتا نہ کیا گیا ہے جن معنوں میں ہم لفظ احسان استعمال کرتے ہیں کہ کسی پر احسان کرنا۔ مگر ایک طرف یہ فرمایا کہ "ہم اب اُن کو دے رہے ہیں اور وہ لینے والے ہیں"۔ اس سے پہلے ایک وقت تھا کہ وہ محسن تھے۔ اس طرز بیان میں نہایت درجہ تلطف پایا جاتا ہے اگلی آیت اس مضمون کو کھول دیتی ہے .... "وہ راتوں کو بہت تھوڑا آرام کیا کرتے تھے اور احسان" کی یہ تعریف فرمائی گئی کہ وہ جو خدا کی عبادت میں اتنا بڑھتا ہے کہ اپنے آرام کو بھول جاتا ہے۔ اپنے آرام کو خدا کی خاطر ترک کر دیتا ہے۔ اور راتوں کو بہت تھوڑا آرام کرتا ہے اور اٹھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے محسن شمار فرماتا ہے محسنین میں سے شمار فرماتا ہے، خدا پر تو کسی احسان کرنے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن اس لطیف رنگ میں خدا کی عبادت کرنے والوں کا ذکر بھی احسان کی ایک معراج ہے۔ اور اس میں احسان کے بہت ہی مزید لطیف اشارے کھلتے ہیں وہ موسم جس میں عام انسان بھی جس کو عام طور پر راتوں میں خدا کی عبادت کے لئے اٹھنے کی توفیق نہیں ملتی، وہ بھی ایسے موسم میں داخل ہو رہے ہیں جہاں چند راتیں ایسی ہیں جن میں وہ اس آیت کے مصداق بن سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو عام دنوں میں بھی بہت عبادت فرمایا کرتے تھے رمضان میں اس عبادت میں مزید اضافہ فرما دیا کرتے تھے اور جب آخری عشرے میں داخل ہوتے تھے تو گویا کلیتہً عبادت کے لئے اس طرح وقف ہو جاتے تھے کہ دیکھنے والے کو احساس ہوتا تھا کہ پہلی عبادت میں بھی اضافہ ہو گیا ہے۔ بظاہر تو یہ سوچنے کی بھی گنجائش نظر نہیں آتی کہ عام عبادت پر رمضان میں کیسے اضافہ فرماتے ہوں گے اور پھر رمضان کی عبادت میں مزید اضافہ لیکن دیکھنے والے پر یہی تاثر ہوتا تھا کہ آپؐ نے عبادت کو اور بھی بڑھا دیا ہے۔

پس یہ وہ دن آ رہے ہیں اور وہ راتیں آ رہی ہیں جن میں خصوصیت کے ساتھ استغفار کے موسم پوری شان کے ساتھ پوری بہار کے ساتھ ہم پر ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور ان دنوں اور ان راتوں سے فائدہ اٹھانا چاہئے...... "قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ" کا نحو انسان پر چند دن بھی صادق آ جائے تو اللہ تعالیٰ کا فضل آئندہ اس کے ساتھ وہی معاملہ کر سکتا ہے جو اُن لوگوں کے ساتھ کرتا ہے جن پر ہمیشہ یہ مضمون صادق آتا ہے اس کے آخر پر پھر فرمایا..... وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ایک تو

اس آیت میں یہ بھی ایک عجیب حُسن ہے

کہ وہ جن کی راتیں جاگ کے کٹتی ہیں ان کی صبحیں بھی گویا کہ اُن کے جسمانی آرام کے لئے نہیں آتیں۔ راتیں تو جاگ کر کاٹیں اور صبح ہوئی تو پھر استغفار شروع کر دیا۔ ان کی صبحوں کا تصور اُس شاعر کی صبحوں سے کتنا مختلف ہے جو کہتا ہے کہ ؎

عہد جوانی رو رو کاٹا پیری میں لیں آنکھیں موند

یعنی رات بہت تھے جاگے صبح ہوئی آرام کیا"۔

تو یہ خدا کے بندے عجیب ہیں جن کا صبح کو آرام کا تصور بھی استغفار ہی ہے اور گویا ان کو استغفار میں آرام جان ملتا ہے اور امر واقعہ یہی ہے کہ ایک مومن کو استغفار میں اسی طرح آرام جان ملتا ہے جس طرح ایک تھکے ہوئے بدن کو نیند میں آرام ملتا ہے۔

اس مضمون کو مزید بیان کرنے کے لئے میں اُسی آیت کی طرف دوبارہ متوجہ ہوتا ہوں جس کی تفسیر میں اپنی چند امور آپ کے سامنے پیش کر رہا تھا۔

میں یہ بیان کر رہا تھا کہ طبیعت کا صدق اور فطرت کی سچائی ہے جو درحقیقت نئی صبحیں پیدا کرنے کا موجب بنتی ہے اور اُسی کے نتیجے میں باقی صفات پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ یعنی صبر کے ساتھ بھی صدق کا تعلق ہے اور قنوت اور انفاق فی سبیل اللہ کے ساتھ بھی۔ اور ان سب کے آپس میں ایک دوسرے سے تعلق کے نتیجے میں مومن کے لئے ہمیشہ استغفار کی نئی صبحیں پھوٹتی رہتی ہیں۔

صدق کے مضمون سے متعلق بہت تفصیلی گفتگو ہو سکتی ہے لیکن وقت کی رعایت سے میں ایک دو مثالیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ یہاں قرآن کریم صدق کن معنوں میں استعمال کر رہا ہے۔ اس مضمون پر پھر آپ جتنا غور کرتے چلے جائیں خود آپ پر بھی، اللہ تعالیٰ کے فضل سے

صدق کے اطلاع کے نئے نئے مواقع

روشن ہوتے چلے جائیں گے اور آپ آسانی کے ساتھ ایک ایسے سفر میں داخل ہو جائیں گے جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے شعور کی نئی صبحیں آپ کو عطا ہوتی چلی جائیں گی۔

ایک انسان کا صدق اُس کو دوسرے کو دیکھنے اور سمجھنے کی بھی توفیق بخشتا ہے اور اسی آئینے میں پھر اپنی ذات کا مشاہدہ کرنے کی بھی توفیق بخشتا ہے۔ جہاں تک صدق کے نتیجے میں دوسرے کی ذات کے مشاہدے کا تعلق ہے یہ فی ذاتہٖ کافی نہیں اور اس کے نتیجے میں استغفار پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن جب دوسرے کے آئینے میں انسان خود اپنے وجود کو دیکھنے لگتا ہے تب اس کے نتیجے میں استغفار کا مضمون پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً آپ ایک مقرر کو دیکھیں جو آپ کو نصیحت کرتا ہے آپ اُس کے احوال سے خوب باخبر ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ وہ دوسروں کو نصیحت کر رہا ہے۔ لیکن جتنی نصیحت دوسروں کو کر رہا ہے خود اُس پر وہ مضمون صادق نہیں آتا۔ اگر آپ کا یہ مشاہدہ سچائی پر مبنی ہے تو کوئی گناہ نہیں اگر یہ دشمنی اور حسد پر مبنی ہے تو پھر صدق کا مضمون آپ پر کسی طرح بھی صادق نہیں آسکتا پس میں صرف صدق کی بات کر رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے ایک مشاہدہ کرنے والا پوری سچائی کے ساتھ ایک نصیحت کرنے والے کو اس حال میں دیکھتا ہو کہ وہ نصیحت تو کرتا ہے لیکن خود اُس پر اس نصیحت کا اثر اس رنگ میں دکھائی نہیں دیتا جیسا وہ دوسروں سے توقع رکھتا ہے۔ وہ نصیحت کرنے والا بھی دوسروں کے حالات پر نظر رکھ کر اُن کو نصیحت کر رہا ہے۔ اور جہاں تک اُس کے مشاہدے کا تعلق ہے وہ بھی سچا ہے۔ اس لئے ان دونوں کا جہاں تک آپس میں ایک دوسرے کو دیکھنے کا تعلق ہے اس کے نتیجے میں استغفار پیدا نہیں ہو سکتا۔ لیکن وہ نصیحت کرنے والا جب اپنے دل میں ڈوب کر وہ مشاہدہ اپنی ذات میں شروع کرتا ہے جو غیر کی ذات میں مشاہدہ کیا تو پھر یہاں سے استغفار کا مضمون شروع ہو جاتا ہے۔ وہ نصیحت کرنے والا خود دیکھتا ہے کہ مجھ میں کیا کمزوریاں ہیں اور کتنی خامیاں اور کتنے خلاء ہیں اس سفر میں اُس کو نئی صبحیں عطا ہوتی ہیں اور بالآخر وہ ایک ایسے مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ مجھ پر اس ہوش کی مثال صادق آتی ہے جو دوسروں کے ننگے پن کو دیکھ کر اُن کے تن ڈھانپنے کا کام اور انتظام کرتی ہے اور اُن کے لئے محنت کرتی ہے لیکن میں خود ننگا ہوں۔ یہی وہ مضمون ہے جس کو قرآن کریم نے شروع ہی میں حضرت آدم علیہ السلام کے واقعہ کے اوپر چسپاں کر کے بیان فرمایا ہے۔

فرمایا، آدم علیہ السلام ان عارف باللہ لوگوں میں سے تھا جو اپنی ذات میں اپنی کمزوریوں کا مشاہدہ کرتا تھا۔ اور اُس نے خود جب اپنی کمزوریوں پر اطلاع پائی تو اپنے رب کے حضور اپنے آپ کو ننگا پایا۔ تب اوراق جنت سے اُس نے اپنی کمزوریوں کو ڈھانپنے کی کوشش کی۔ یہ اوراقِ جنت ہیں جو استغفار ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے پھر اُس کی مدد فرمائی اور اُس کو وہ کلمات عطا فرمائے جن کے نتیجے میں واقعۃً اس کی رسائی ان پتوں تک ہوئی جو اُس کا بدن ڈھانپنے کی توفیق اور طاقت رکھتے تھے۔

پس اس مضمون یعنی اس قسم کے

صدق کا استغفار سے بہت ہی گہرا تعلق ہے۔

اور اسی کے نتیجے میں سچا استغفار عطا ہوتا ہے اور یہی قرآن کریم کی تعلیم ہے جس سے قرآن کریم کی تعلیم کا آغاز ہوا ہے۔ پھر وہ شخص جو دوسرے نصیحت کرنے والے کا مشاہدہ کر رہا ہے جب وہ اپنے حال پر نظر کرتا ہے اچانک اُس کے اوپر بھی یہ نئی صبحیں طلوع ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔ وہ اپنے بڑھتے ہوئے شعور کے ساتھ محسوس کرتا ہے کہ میں اپنے گھر میں اپنی بیوی کو نصیحت کرتا ہوں۔ اس سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس قسم کا معاملہ کرے اس طرح میرے حقوق ادا کرے اس طرح میرا خیال رکھے اس طرح اپنی پاکیزگی کا خیال رکھے۔ اپنے جسم کو ڈھانپے۔ اپنی نظر کو سنبھالے اپنی زبان کو ادب سکھائے۔ یہ ساری توقعات میں اپنی بیوی سے رکھتا ہوں لیکن بیوی کے مقابلے میں، اُس کے حقوق کے معاملے میں، میں ان چیزوں سے خود عاری ہوں۔ تو وہی ننگے پن کا احساس، اُس کے دل میں بھی پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ وہ محسوس کرتا ہے کہ میں اپنے بچوں کو نصیحت کرتا ہوں اور چونکہ یہ نصیحت، صدق پر مبنی ہوتی ہے اس لئے اس صدق کے نتیجے میں پھر وہ صبح پیدا ہوتی ہے جو نفس کے ساتھ شناسائی عطا کرتی ہے۔ چنانچہ وہ غور کرتا ہے کہ میں نے جب اپنے بچوں کو نصیحت کی تو میں اس نصیحت میں جھوٹا نہیں تھا۔ واقعۃً میرا دل چاہتا تھا کہ ان بچوں کی اصلاح ہو اور یہ اعلیٰ مراتب اور اعلیٰ مقامات تک پہنچیں۔ لیکن اس کے باوجود میں خود ان مراتب سے عاری ہوں۔ نہ صرف عاری ہوں بلکہ ان کی طرف سفر کرنے کے لئے میں نے چند قدم بھی نہیں اٹھائے اس احساس کی بیداری سے پھر وہی ننگے پن کا احساس کھلتا چلا جاتا ہے چنانچہ یہاں سے جو بدن ڈھانپ رکھا تھا اس میں سے اُن کمزوریوں سے پردے اٹھ جاتے ہیں اور صبح کے نتیجے میں یعنی ان اسباب کے نتیجے میں جن کا قرآن کریم یہاں ذکر فرما رہا ہے، ان کو اپنی کمزوریاں خوب کھل کر نظر آنی شروع ہو گئیں پھر وہ استغفار کا مضمون شروع ہوا اور ستاری کا مضمون شروع ہوا جس نے ان ننگے بدنوں کو ڈھانپ دیا۔

یہ وہ مضمون ہے جو ساری زندگی ہر انسان کیساتھ چلتا ہے

انبیاء کے ساتھ بھی چلتا ہے جو معصوم ہیں کیونکہ انبیاء علیہم السلام کا اپنے نفس کو جانچنے کا معیار بہت زیادہ بلند اور بہت زیادہ لطیف ہوتا ہے۔ اس لئے وہ جس استغفار میں داخل ہوتے ہیں عام بندے اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اور جیسا کہ میں نے پہلے بھی ذکر کیا تھا، جہالت میں ان کو استہزاء اور طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ یہ نبی جیتے ہوئے ہیں جو خود استغفار کر رہے ہیں۔ آپ گنہگار ہیں۔ دوسروں کو کیا نصیحت کریں گے۔ چنانچہ عیسائی جہلاء خصوصاً گزشتہ صدیوں میں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بڑی کثرت کے ساتھ زبان طعن و تشنیع دراز کرتے رہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والوں کے دلوں کو گہرے چرکے لگاتے رہے۔ حضرت

"انبیاء اور اولیاء کے لئے دنیاوی مصائب روحانی نعمتیں ہیں"
(براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۵۱)

پیشکش:- گلوب جے مینوفیکچررس ۲۱ رابندرا سرانی کلکتہ ۷۰۰۰۷۳
گرام "GLOBEXPORT"
فون: 27-0441

مسیح موعود علیہ السلام نے اسی وجہ سے بعض دفعہ ان لوگوں پر سختی کی ہے کیونکہ برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس طرح بے باکانہ حملے کئے جائیں۔ مگر چونکہ خود گنا ہگار دل رکھتے تھے اور چونکہ خود ان پر استغفار کی صبحیں طلوع نہیں ہوتی تھیں اس لئے اس مضمون سے بے خبر اپنی جہالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملے کرتے رہے۔ یہی بد نصیبی آج تک دور کے اُن علماء کی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام سے غافل ہیں کیونکہ خود اپنے وجود سے غافل ہیں۔ اپنے نفس سے آن کو شناسائی نہیں ہے۔ اس لئے اُن کے لئے کوئی بھی صبح نہیں۔ مسلسل رات میں زندگی گذارنے والے لوگ ہیں اور اسی جہالت کے نتیجے میں وہ خدا کے پاک بندوں پر حملے کرتے ہیں۔

اس سلسلے میں مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات کی روشنی میں آپ کو

استغفار کے بعض نئے مضمون

سمجھانے کی کوشش کی ہے جو اقتباس مَیں نے شروع کیا تھا اُس کے متعلق میں نے گذارش کی تھی کہ میں انشاء اللہ دوبارہ اس مسئلے پر کچھ روشنی ڈالوں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اقتباس اس عبارت سے شروع ہوا تھا کہ:۔

"کوئی چور یا خونی چوری یا خون کرتا ہے تو خدا اُس کے دل میں اسی وقت ڈال دیتا ہے کہ تو نے یہ کام برا کیا، اچھا نہیں کیا۔ لیکن وہ ایسے القاء کی کچھ پرواہ نہیں رکھتا کیوں کہ اس کا نورِ قلب نہایت ضعیف ہوتا ہے۔"

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"جس سے کوئی بد عملی ہو جائے، اپنے نفس پر کسی نوع کا کوئی ظلم کرے اور پھر پشیمان ہو کر خدا سے معافی چاہے تو وہ خدا کو غفور و رحیم پائے گا۔ اس لطیف اور پر حکمت عبارت کا مطلب یہ ہے کہ جیسے لغزش اور گناہ نفوس ناقصہ کا خاصہ ہے جو اُن سے سرزد ہوتا ہے اُس کے مقابل پر خدا کا ازلی اور ابدی خاصہ مغفرت اور رحم ہے اور اپنی ذات میں وہ غفور و رحیم ہے یعنی اس کی مغفرت سرسری اور اتفاقی نہیں بلکہ اس کی ذات قدیم کی صفت قدیم ہے جس کو وہ دوست رکھتا ہے۔ اور جوہر قابل پر اُس کا فیضان چاہتا ہے۔ یعنی جب کوئی بشر بروقت صدور لغزش و گناہ بہ ندامت و توبہ خدا کی طرف رجوع کرے تو وہ خدا کے نزدیک اس قابل ہو جاتا ہے کہ رحمت اور مغفرت کے ساتھ خدا اس کی طرف رجوع کرے اور یہ رجوع الٰہی بندۂ نادم اور تائب کی طرف ایک یا دو مرتبہ میں محدود نہیں بلکہ یہ خدا تعالیٰ کی ذات میں خاصہ دائمی ہے اور جب تک کوئی گنہگار توبہ کی حالت میں اُس کی طرف رجوع کرتا ہے وہ خاصہ اس کا ضرور اُس پر ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ پس خدا کا قانونِ قدرت یہ نہیں کہ جو ٹھوکر کھانے والی طبیعتیں ہیں وہ ٹھوکر نہ کھاویں یا جو لوگ قوائے بہیمیہ یا غضبیہ کے مغلوب ہیں ان کی فطرت بدل دی جاوے بلکہ اس کا قانون جو قدیم سے بندھا چلا آتا ہے یہی ہے کہ ناقص لوگ جو بمقتضائے اپنے ذاتی نقصان کے گناہ کریں وہ توبہ اور استغفار کر کے بخشے جائیں۔"

یہ مضمون بہت ہی گہرا ہے

اور عبارت ایسی ہے کہ اردو کا جیسے عام معیار رکھنے والا انسان صحیح طور پر سمجھ نہیں سکتا۔ پھر اس سے بعض غلط فہمیاں بھی پیدا ہو سکتی ہیں۔ اسی لئے میں نے گذشتہ خطبے میں کہا تھا کہ میں دوبارہ اس کی طرف لوٹوں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو بیان فرما رہے ہیں اُس سے کسی کے ذہن پر یہ تاثر بھی پیدا ہو سکتا ہے کہ آپ کا مطلب یہ ہے کہ گناہ سے مستقل توبہ کروانا منشائے الٰہی نہیں ہے بلکہ چونکہ وہ غفور رحیم ہے۔ اور بار بار مغفرت سے ظہور فرماتا ہے اس لئے یہ گویا کہ مقدر ہے کہ ہر انسان بار بار گناہ کرتا چلا جائے اور خدا بار بار بخشتا چلا جائے۔ یہ ہر گز بیان مراد نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک قسم مزاج اور طبیعت کے لوگوں کا ذکر فرما رہے ہیں جو ناقص مزاج رکھتے ہیں۔ جو انسانیت کے نسبتاً ادنیٰ مقام پر ہوتے ہیں اور اُن کے ساتھ خدا کے سلوک کا ذکر فرما رہے ہیں۔ ہر انسان مختلف حالتوں میں پایا جاتا ہے۔ اور ہر انسان ایک حالت میں نہیں رہتا۔ اسی طرح مختلف معاشرے ہیں۔ رفتہ رفتہ کثیف حالت سے لطیف حالت کی طرف ترقی کر رہے ہوتے ہیں۔ کچھ انسان جن کا کثیف معاشرے کا پس منظر ہو، وہ طبعاً بہت ٹھوس بن جاتے ہیں اُن کے اندر لطافتیں کم ہوتی ہیں اور سختی زیادہ پائی جاتی ہے اور مزاج میں بعض دفعہ بہیمیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اُن کی پرورش بچپن میں ایسی ہوتی ہے کہ بعض مغلوب الغضب ہو جاتے ہیں۔ بعض بہیمانہ مزاج رکھتے ہیں۔ ظلم اور تعدی کی طرف اُن کا میلان رہتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ اگر طبیعت میں یہ میلان بہت گہرا پایا جائے تو ایسے شخص کو ہم بہیمیت سے مغلوب یا غضب سے مغلوب کہہ سکتے ہیں۔

استغفار ان لوگوں کیلئے ہر صبح ایک نئی خوشخبری لاتا ہے

کہ جو جو غلطیاں اُن سے اپنی مغلوبیت کی حالت میں سرزد ہوتی چلی جاتی ہیں اگر وہ مستقل استغفار کرتے رہیں تو اللہ تعالیٰ اُن کے گناہ بخشتا رہتا ہے۔ چنانچہ ایسے لوگوں کو مایوس نہیں ہونا چاہیئے اور مسلسل جدوجہد کرتے رہنا چاہیئے استغفار بہر حال اس نیت سے ہو گا کہ مَیں گناہ سے نجات پاؤں۔ اگر یہ نیت سے نہیں ہو گا کہ چونکہ خدا غفور رحیم ہے اس لئے میں بار بار گناہ کروں۔ یہ ایک شاعر کا مضمون تو کہلا سکتا ہے۔ ایک عارف باللہ کا مضمون نہیں کہلا سکتا۔ غالب تو کہہ سکتا ہے ؎

رات پی زمزم پہ مے اور صبح دم
دھوئے دھبے جامۂ احرام کے

لیکن ایک عارف باللہ یہ مضمون بیان نہیں کر سکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ نہیں فرما رہے کہ تم بے شک گناہ کرتے رہو اور گناہ کرکے ہر صبح استغفار کر لیا کرو گویا کہ صبح کے استغفار سے یہ مراد ہے کہ ساری رات گناہ میں کٹے اور ساری صبح استغفار ہوتا رہے۔ یہ مضمون ہرگز نہیں ہے۔ کیونکہ استغفار کی صبح سے پہلے جو مضمون اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے۔ وہ تو یہ ہے کہ وہ راتوں کو بہت تھوڑا سوتے اور آرام کرتے ہیں۔ گناہ کے لئے تو مراد نہیں ہے کہ گناہ کی خاطر جاگتے رہتے ہیں اس لئے وہ صبح استغفار کرتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ نیکیوں میں رات بسر کرتے ہیں یا بسر کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور پھر بھی صبح کو استغفار کرتے ہیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس مضمون کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ آپؑ نے جن باتوں پر زور دیا ہے اُن کو خاص طور پر اپنی نگاہ کے سامنے رکھیں۔ فرمایا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو بہیمیت کی وجہ سے مغلوب ہیں اور اپنی فطری کمزوریوں کی وجہ سے غضب کے تابع ہو جاتے ہیں چنانچہ آپ دیکھ لیں جو صاحبِ غضب لوگ ہیں میں نے بھی دیکھا ہے کہ بڑے بڑے نیک ہونے کے باوجود ان کی غضبی حالت ان کو کبھی نہیں چھوڑتی۔ یہ ایک امر واقعہ ہے یہ ایک ایسا مشاہدہ ہے۔ صحابہ میں بھی مختلف مزاج کے مختلف طبیعتوں کے مالک تھے۔ بعض بڑی جلدی غصے میں آنے والے تھے۔ وہ مسجد میں بھی اپنے غصے پر قابو نہیں پاتے تھے اور ایک دم بلند آواز سے اپنی ناراضگی کا اظہار کر دیا کرتے تھے۔ بعض لوگوں کے ہاتھ کھلے ہوتے تھے فوراً بچوں کو چپیڑ مار دی یا دھکا دے دیا اور بعض صحابہ تھے جو بہت ہی نرم دل اور بچوں سے بھی اس طرح مخاطب ہوا کرتے تھے جیسے اپنے کسی بزرگ سے مخاطب ہو رہے ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ساری

فطرت کے تمام پہلوؤں پر نظر

ہے اور حقیقت شناس نگاہ ہے۔ فرضی اور روحانی باتوں کا تعلق نہیں ہوا کرتا انبیاء سے۔ آپ حقیقت کی بات بیان کرتے ہیں چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان مزاج کے لوگوں کی بحث کر رہے ہیں۔ وہ جس مقام پر بھی چلے جائیں اُن کی جو بنیادی فطری حالت ہے اُن کو وہ نہیں چھوڑتی وہ سختی کے ساتھ اُن کی طبیعتِ ثانیہ بن چکی ہوتی ہے فرمایا ایسے لوگوں کو مایوس ہونے کی ضرورت نہیں اُن کا کام ہے کہ وہ توجہ کے ساتھ انہماک کے ساتھ اور صبر کے ساتھ استغفار کرتے رہیں۔

پس یہاں اُن کی سچائی کا پیمانہ صبر کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ تبھی قرآن کریم نے اس مضمون کو یہاں والصابرین سے شروع کیا۔ صبر کا بھی استغفار سے ایک گہرا تعلق ہے۔ وہ لوگ جن کی برائیاں دور نہیں ہو سکتیں ان کا صبر یہ ہے کہ وہ استغفار پر صبر کریں۔ اور بار بار اپنے نفس کو پہچانیں اُس کا تجزیہ کریں اور بار بار اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ اے خدا ہمارے بس میں یہ بات نہیں ہے تو اگر خاص فضل فرمائے تو ہماری بخشش بھی ہو سکتی ہے اور اگر تو اپنا اعجازی نشان دکھائے تو پھر یہ گہری کمزوریاں دور ہو سکتی ہیں۔ فرماتے ہیں :۔

"پس خدا کا قانونِ قدرت یہ نہیں کہ جو ٹھوکر کھانے والی طبیعتیں ہیں وہ ٹھوکر دکھاویں یا جو لوگ قوائے بہیمیہ یا غضبیہ کے مغلوب ہیں ان کی فطرت بدل جاوے۔ بلکہ اُس کا قانون جو قدیم سے بندھا چلا آتا ہے یہی ہے کہ ناقص لوگ جو بمقتضیٰ اپنے ذاتی نقصان کے گناہ کریں وہ توبہ اور استغفار کر کے بخشے جاویں"

پس یہ مغفرت کے عظیم ہونے اور ہر دوسری صفت پر خدا کی صفت غفوریت کے غالب ہونے کا ایک مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا

جہاں تک توبہ کا تعلق ہے

آپ فرماتے ہیں کہ :۔

"تمہارا یہ کام ہونا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے آئندہ وعدوں کو یاد کر کے ترساں اور لرزاں رہو اور قبل از وقت سنبھل جاؤ۔ نت نئی توبہ کرو۔ جو توبہ کرتا ہے وہ نیکی کی طرف رجوع کرتا ہے جو توبہ نہیں کرتا وہ گناہ کی طرف جاتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت کرتا ہے جو بہت توبہ کرتا ہے۔ توبہ نہ کرنے والا گناہ کی طرف جھکتا ہے اور گناہ آہستہ آہستہ کفر تک پہنچا دیتا ہے۔"

پس پہلے مضمون کو اس مضمون سے خلط نہیں کرنا چاہیئے۔ اسی لئے میں نے یہ اقتباس پہلے اقتباس کے معاً بعد رکھا ہے لکھا ہے کہ :۔

"ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے۔ پہلے بہت روئے اور پھر لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا، یا عباد اللہ! خدا سے ڈرو۔ آفات اور بلیات چیونٹیوں کی طرح انسان کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ ان سے بچنے کی کوئی راہ نہیں۔ بجز اس کے کہ سچے دل سے توبہ استغفار میں مصروف ہو جاؤ۔"

قرآن کریم اس مضمون کو یوں بیان فرماتا ہے :۔

"الَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ فَلَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى" (النجم ۳۲ : [illegible])

کہ خدا کے وہ بندے جو کبائر گناہ سے اجتناب کرتے ہیں اور فواحش سے بھی لیکن ابھی کمزوری کی حالت میں ہیں (یا جن کا نفس اُن پر اس طرح غالب ہے جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ذکر فرمایا ہے) اور لمم میں مبتلا ہوتے رہتے ہیں (یعنی گناہوں سے اتنا دور نہیں ہٹ سکتے کہ گناہوں کے ساتھ اُن کا رابطہ ہی نہ ہو بلکہ گناہ اُن کو بار بار مس کرتے رہتے ہیں خواہ وہ پوری طرح گناہوں کو قبول نہ کریں) فرمایا :۔

"ایسے لوگوں کے لئے پیغام ہے کہ خدا تعالیٰ بہت ہی وسیع مغفرت والا ہے۔"

یہ وہ مضمون ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے کہ اگر تم اپنی فطری کمزوریوں کی وجہ سے مجبور ہو گناہوں سے کلیتہً اجتناب نہیں کر سکتے کہ اُن سے دور ہی بھاگ جاؤ اُن سے مس بھی نہ ہو وہ یا یوں نہ ہوں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ

خدا وسیع المغفرت ہے

هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وہ نہ صرف یہ کہ تمہاری ذاتی زندگیوں سے واقف ہے بلکہ تمہاری نوع سے بھی واقف ہے تمہاری جنس سے واقف ہے اس وقت سے تم سے واقف ہے۔ جب کہ زمین سے تمہارا نشوونما شروع ہوا تھا۔ جس طرح کہتے ہیں کہ فلاں اُس کے پوتڑوں سے بھی واقف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بچپن کس نے بچپن میں کسی کے پوتڑے دھوئے ہوں یا دیکھے ہوں اس کی کمزوریاں اُس کے سامنے کھل جاتی ہیں۔ تو اردو میں محاورہ ہے کہ وہ تو اس کے پوتڑوں سے واقف ہے وہ اُس سے کیا بات چھپائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ تو اُس سے بھی بہت پہلے سے بات شروع کرتا ہے۔ فرماتا ہے کہ تم سے پہلے جتنی مخلوقات آئیں وہ ہم نے ہی پیدا کی تھیں۔ اُن مخلوقات کا آغاز جو ہوا ارب ہا ارب سال پہلے، وہ بھی ہم نے ہی کیا تھا۔ اس لئے ہر قسم کی نوعی، فطری اندرونی کمزوریوں سے، رجحانات سے ہم واقف ہیں۔ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ اور اس کے بعد فرمایا کہ ان ہم تمہاری ذاتی حیثیت سے بھی اُس وقت سے واقف ہیں جب تم اپنی ماں کے پیٹ میں جنین کے طور پر زندگی گذار رہے تھے۔ فَلَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْ میرے سامنے اپنے تقویٰ کی باتیں نہ کرو۔ میرے سامنے یہ اظہار نہ کرو گویا تم اپنی طاقت سے متقی اور پاک بن سکتے ہو۔ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کون متقی ہے۔

تو مراد یہ ہے کہ جس خدا کی انسان کی اندرونی باریک در باریک کمزوریوں پر نظر ہے اور اُس کی فطری اور نوعی کمزوریوں پر بھی نظر ہے اس کی تاریخی کمزوریوں پر بھی نظر ہے۔ اس خدا کے سامنے تو سیدھا سادھا طریق یہ ہے کہ کامل صدق کے ساتھ انسان اس کے سامنے بے ہتھیار ہو جائے اس کی راہ میں سب کچھ ڈال دے اور کہہ دے کہ میں کچھ بھی اپنا نہیں رکھتا تو بہتر جانتا ہے کہ میری کیا کیفیت ہے اور اس حالت میں مجھ پر رحم کی نظر فرما۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"پس استغفار کیا چیز ہے۔ یہ اس آلے کی مانند ہے جس کی راہ سے طاقت اترتی ہے۔ تمام راز توحید کا اسی اصول سے وابستہ ہے کہ صفت عصمت کو انسان کی ایک مستقل جائداد قرار نہ دیا جائے۔

اس لئے یہ خیال کہ انبیاء بھی صفت عصمت ذاتی جائداد کے طور پر رکھتے ہیں یہ باطل خیال ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ صرف یہ کہ صفت عصمت ان کو عطا ہوتی ہے۔ بلکہ اُن صفت کی حفاظت کے لئے اس کے دوام اور اس کے استقرار کے لئے

انبیاء کو مسلسل جدوجہد کرنی پڑتی ہے

ریاضتیں اور عبادتیں کرنی پڑتی ہیں اس لئے انبیاء کا استغفار اپنے مستقبل کی مناسبت سے ہوتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ صفت عصمت ان کی ذاتی جائیداد نہیں ہے، ذاتی ملکیت نہیں ہے۔ پس اُن کو خدا کی عطا کو سنبھالنے

"مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)
پیشکش :۔ عبد الرحیم و عبد الرؤف، مالکان حمید ساڑی مارٹ، صالح پور۔ کٹک (اڑیسہ)

اُس کی قدر کرنے کے لئے بہت محنت کرنی پڑتی ہے۔ اور اُس سے ادنیٰ درجہ کے جتنے انسان ہیں ان کو جتنی بھی عصمت نصیب ہوتی ہے، کسی کو ایک گناہ سے عصمت نصیب ہوتی ہے کسی کو دوسرے گناہ سے عصمت نصیب ہوتی ہے۔ اس کو چاہیئے کہ اُس کی حفاظت کے لئے بھی وہ اسی طرح کوشش کرے۔ یہ وہ مضمون ہے جو اس تحریر سے ظاہر ہوتا ہے جسے ہمیں سمجھنا ضروری ہے۔

عصمت کلی تو انبیاء کا حصہ ہے۔ اور دیگر جتنے انسان ہیں ان کو بھی خدا ہی سے عصمت ملتی ہے۔ بعض دفعہ پیدائشی عصمت نصیب ہوتی ہے بعض دفعہ ماحول میں رفتہ رفتہ آزمائشوں کے ذریعے عصمت عطا ہوتی ہے لیکن جس قسم کی بھی عصمت ہے، وہ انبیاء کے علاوہ باقی انسانوں کو جزوی ہے۔ چنانچہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ بعض لوگ بعض گناہوں سے پوری طرح بچنے کی اہلیت اور استطاعت رکھتے ہیں، اُن کو اس بارے میں کوئی خوف نہیں ہوتا۔ بعض دوسرے گناہوں کے معاملے میں وہ بالکل کمزور ثابت ہوتے ہیں۔ اس لئے جب آپ نیکوں کی زندگی کا اپنے گرد و پیش میں مطالعہ کریں گے تو آپ حیران ہوں گے یہ دیکھ کر کہ عصمت بھی کسی کو بھی نصیب نہیں کوئی اور نہیں تو اپنی زبان کی سختی کی مار کھا جاتا ہے اور نیکی کے تقاضوں کے خلاف بعض دفعہ اس کی زبان میں بدکلامی داخل ہو جاتی ہے۔ بعض بخشش کے معاملے میں کمی دکھاتے ہیں، بعض ایسی بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں جن کا تعلق خودپرستی سے ہے۔ اور وہ اُن کی روزمرہ کی زندگی میں مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتی رہتی ہے اور اُن کو پتہ نہیں ہوتا۔

تو عصمت کا جو مضمون ہے وہ بھی بہت ہی غور سے سمجھنے کے لائق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بحیثیت عارف باللہ جو نکتہ بیان کر دیا جو اس مضمون کی جان ہے وہ یہ ہے کہ عصمت خدا کی طرف سے نصیب ہوتی ہے۔ اور یہ کسی کی ذاتی جائداد نہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ اپنی عصمتوں کی حفاظت نہیں کریں گے اور خدا سے مزید عصمت نہیں طلب کریں گے تو جن جگہوں پر آپ کو عصمت نصیب ہے وہ بھی رفتہ رفتہ نقصان کا شکار ہو سکتی ہیں۔ جس طرح بعض دفعہ طغیانی میں خشک جگہوں پر بھی پانی چڑھ جاتا ہے اسی طرح گناہوں میں بھی بعض دفعہ طغیانی کے دن آتے ہیں۔ طغیانیوں کے ماحول پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور جن لوگوں کو عصمت نصیب تھی ان کو کوئی کشتی اُس سیلاب سے نہیں بچا سکتی۔ کیونکہ پھر فطرت کے ہر شعبے پر گناہ کی طغیانی غلبہ پا جاتی ہے پس

عصمت کی حفاظت کے لئے استغفار کی ضرورت ہے

فرمایا:۔

"تمام راز توحید کا اسی اصول میں ہے"

اب دیکھئے کتنی گہری بات ہے! فرمایا:۔

"توحید کامل کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ خدا ہی ہے جو نیک ہے" جس طرح حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے کہا کہ "وہی ایک ہے جو نیک ہے اور کوئی نیک نہیں" یہ مراد ہے نیکی سے۔ اُس کے اکیلا نیک ہونے سے یہ مراد ہے کہ کسی اور کی نیکی اس کی ذاتی ملکیت نہیں، خدا ہی کی طرف سے نیکی عطا ہوتی ہے۔ اور جو توحید کامل کے مضمون کو سمجھ جاتا ہے وہ اپنی عصمت کی طلب خدا سے کرتا ہے اور عصمت مانگنے کے لئے استغفار کی ضرورت ہے۔ فرمایا:۔

"اس کے حصول کے لئے محض خدا کو سرچشمہ سمجھا جائے۔ ذات باری تعالیٰ کو تمثیل کے طور پر دل سے مشابہت ہے جس میں مصفّٰی خون کا ذخیرہ جمع رہتا ہے اور انسان کا دل کا استغفار رگوں شریانوں اور وریدوں کے مانند ہے جو دل کے ساتھ وابستہ ہیں اور خون صافی اس میں سے کھینچتی ہیں اور تمام اعضاء پر تقسیم کرتی ہیں۔ یہ خون کی محتاج ہیں"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عصمت کا ایک اور مضمون یہ بیان فرمایا ہے کہ عصمت کو اپنی ہر گناہ کی عصمت کو شمار کرنے کی ضرورت

پڑتی ہے جس طرح آپ کو بدن کی صفائی کی ضرورت پڑتی ہے، آپ کے گھر کی صفائی کی ضرورت پڑتی ہے۔ ہر قسم کی میل اُس پر آتی رہتی ہے۔ اور اُس سے زیادہ گہری بات آپ نے یہ بیان فرمائی کہ تمہارے خون کی بھی صفائی کی ضرورت ہے جس کا عام لوگوں کو پتہ بھی نہیں۔ وہ لوگ جو انسانی جسم کی ماہیت سے باخبر ہیں۔ اُن کو پتہ ہے کہ ہر لحظہ خون گندا ہوتا رہتا ہے اور ہر لحظہ خون کی صفائی کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور دل ہے جو صاف خون کے عمل کو جاری رکھنے کے لئے اور گندے خون کو صاف خون سے الگ کرنے کے لئے مرکزی مقام رکھتا ہے۔ فرمایا:۔

"اسی پہلو سے انسانی دل کو خدا تعالیٰ سے ایک مماثلت ہے"

پس جب تک خدا کو اپنے دل میں داخل نہیں کرو گے روحانی طور پر، تمہارے روحانی خون کی صفائی کا انتظام نہیں ہو سکتا اس لئے

اگر تم عصمت چاہتے ہو

اور وہ سچی عصمت جو خدا سے ملتی ہے تو اپنے دل کو خدا کا دل بناؤ، خدا کی آماجگاہ بنالو۔ اور خدا جب دل میں داخل ہوگا تو وہ روحانی لحاظ سے اُسی طرح کام کرے گا جس طرح تمہارا جسمانی دل، تمہارے جسمانی خون کی صفائی کا کام کرتا ہے۔ فرمایا:۔

"استغفار اور توبہ کا یہ مطلب نہیں جو آج لوگ سمجھ بیٹھے ہیں۔ استغفر اللہ استغفر اللہ کہنے سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا جب کہ اُس کے معنے بھی کسی کو معلوم نہیں"

اسی لئے میں نے پچھلے خطبے کی تمہید میں یہ بات عرض کی تھی کہ استغفار کے معانی کو سمجھے بغیر، اس کے مفہوم پر اطلاع پائے بغیر اگر آپ جب زبان سے استغفار کہتے ہیں تو نیکی کی طرف میلان کا اظہار تو ہو جاتا ہے لیکن حقیقت میں اُس سے استفادہ نہیں کر سکتے۔ فرمایا:

"استغفر اللہ۔ عربی زبان کا لفظ ہے۔ اُن لوگوں کی تو چونکہ یہ مادری زبان تھی اور وہ اس کے مفہوم کو اچھی طرح سمجھے ہوئے تھے اس لئے ان کے لئے کوئی مشکل اور الجھن نہیں تھی۔ استغفار کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے اپنے گزشتہ جرائم اور معاصی کی سزا سے حفاظت چاہنا۔ ایک یہ ہے۔ اور آئندہ گناہوں کے سرزد ہونے سے حفاظت مانگنا۔ استغفار انبیاء بھی کرتے تھے اور عوام بھی"

پس یہ ایک اور فرق انبیاء اور عوام کی استغفار کا آپ نے بیان فرما دیا اور اس پہلو کی طرف ہماری توجہ دلا کر یہ مضمون خوب روشن کر دیا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں کثرت سے استغفار فرماتے تھے۔ عام طور پر جو مفسرین اس بحث میں اُلجھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب خدا کے حضور عرض کرتے ہیں کہ "استغفر اللہ ربی من کل ذنب" تو اس کا مطلب کیا یہ بنتا ہے کہ آپ سے گناہ سرزد ہوتے تھے؟ اور چونکہ غیروں نے اس راہ سے بڑے شدید حملے کئے ہیں اس لئے اس راہ کو بند کرنے کے لئے وہ ذنب کی تعریف کو نرم کرتے کرتے اتنا نرم کر دیتے ہیں کہ گویا ذنب کا مطلب صرف بشری کمزوریاں ہیں۔

ایک پہلو سے یہ بات درست ہے کہ ذنب کا مطلب بشری کمزوریاں بھی ہیں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب اس مضمون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چسپاں فرمایا تو ان معنوں میں کیا کہ ذنب کی تعریف ہر شخص کے مطابق بدلتی چلی جائے گی۔ ایک عام گناہگار انسان جب "استغفر اللہ ربی من کل ذنب" کہتا ہے تو اس کے ذنب میں بہت سے گناہ کبیرہ بھی شامل ہو جاتے ہیں اور شدید قسم کی لغزشیں بھی شامل ہو جاتی ہیں۔ اس کی لغزشیں بھی شدید ہوتی ہیں جو انبیاء کے نقطہ نگاہ سے گناہ کبیرہ شمار کی جا سکتی ہیں مگر جب حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ذنب کا اطلاق پاتا ہے یعنی ان معنوں میں کہ آپ خدا سے عرض کر رہے ہیں کہ میں اپنے سب گناہوں سے بخشش چاہتا ہوں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ لطیف بشری کمزوریاں جو اتنی لطیف ہیں کہ انسان کی نگاہ اُن کو پکڑ نہیں سکتی۔ مگر

ایک کامل نبی جب خدا کے حضور کھڑا ہوتا ہے

تو خدا کی نگاہ کے سامنے اپنے آپ کو ننگا محسوس کرتا ہے اور اس وقت اس روشنی میں اس کو اپنی کمزوریاں دکھائی دیتی ہیں۔ ذنب کا یہ مطلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار پر صادق آتا ہے۔ لیکن ایک دوسرا مضمون جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہاں کھولا ہے اس کے بعد اس ذنب کی تعریف چھیڑنے کی بھی ضرورت باقی نہیں رہتی آپ فرماتے ہیں:-

"دوسرا پہلو یہ ہے کہ آئندہ گناہوں کے سرزد ہونے سے حفاظت مانگنا۔ استغفار انبیاء بھی کرتے تھے"

یہ فوراً اس کے ساتھ یہ کہنا چاہتا ہے کہ جب انبیاء استغفار کرتے تھے تو ان معنوں میں کیا کرتے تھے کہ وہ آئندہ ہونے والے گناہوں سے بچنے کے لئے اپنے آپ کو ڈھانپتے ہیں گناہ کے اثر سے۔ جس طرح سردی کے مقابل پر کپڑا اوڑھا جاتا ہے یا گرمی کے مقابل پر کپڑا اوڑھا جاتا ہے یا گندگی کے مقابل پر اپنے جسم کو بچانے کے لئے کپڑا اوڑھا جاتا ہے۔ پس استغفار اس کپڑے کی طرح کام کرتا ہے کیونکہ "استغفار" کا مطلب ہے "اپنے آپ کو ڈھانپنا"۔ آئندہ گناہوں سے دفاع کرتا ہے۔ تو جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ" فرماتے ہیں یا دیگر انبیاء۔ تو مراد یہ ہے کہ آئندہ ہر قسم کے گناہوں سے ہم بخشش طلب کرتے ہیں۔

پس سابقہ کے متعلق تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ذنب' ان معنوں میں ہے کہ وہ لطیف بشری کمزوریاں جو انسان کے مقام کے لحاظ سے الگ الگ تعریف میں داخل ہوتی چلی جاتی ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ فرماتا ہے:-

لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر... (الفتح ۳:۴۸)

تو اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ تو آئندہ گناہ کرتا چلا جائے گا نعوذ باللہ من ذلک اور خدا تعالیٰ تجھے معاف فرماتا چلا جائے گا۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ جس طرح خدا نے ماضی میں تیری حفاظت فرمائی ہے اسی طرح خدا مستقبل میں بھی تیری حفاظت فرماتا چلا جائے گا۔ یا ماضی کی نسبت سے زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ جس طرح ماضی میں بہت ہی لطیف بشری کمزوریاں تجھ سے ظاہر ہوئیں جن سے خدا نے درگذر فرمائی آئندہ بھی اگر کبھی کوئی لطیف بشری کمزوریاں تجھ سے ظاہر ہوئیں تو خدا تعالیٰ تجھ سے بخشش کا سلوک فرمائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے

ذنب کا ایک اور بہت ہی لطیف معنی

ایسا بیان فرمایا ہے جس کا آج کل کی سائنسی دریافتوں سے تعلق ہے۔ سیرت المہدی جلد سوم صفحہ ۱۵ پر ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تقریر میں فرمایا (میرے علم میں نہیں کہ وہ تقریر کہاں طبع ہوئی ہے لیکن سیرت المہدی میں حوالہ ہے اس لئے اس کا ذکر ضرور ملفوظات میں یا کہیں اور ضرور ہوگا)

"یہ جو استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ" پڑھنے کا کثرت سے ذکر آیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ انسانی کمزوریوں اور غلطیوں کی وجہ سے انسان کو گویا ایک "ذنب" یعنی دم لگ جاتی ہے جو کہ حیوانی عنصر ہے اور یہ انسان کے لئے بدنما اور اس کی خوبصورتی کے لئے ناموزوں ہے۔ اس واسطے حکم ہے کہ انسان بار بار یہ دعا مانگے اور استغفار کرے تاکہ اس حیوانی دم سے بچ کر اپنی انسانی خوبصورتی کو قائم رکھ سکے اور ایک مکرم انسان بنا رہے"

جو لوگ ارتقاء کے مضمون سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ ارتقاء کے نظریہ کی تائید میں سائنسدانوں نے ایک بڑا اہم ثبوت یہ پیش کیا کہ انسان جب رحم مادر میں مختلف شکلیں بدلتا ہے تو اس کی ابتدائی سب شکلیں جب تک وہ انسانی شکل کے مقام تک نہیں پہنچ جاتا۔ حیوانی شکلوں سے مشابہ ہوتی ہیں۔ اور یہاں تک وہ مشابہت ہوتی ہے کہ ایک موقعے پر باقاعدہ جس طرح بندر کی دم نکلی ہوتی ہوتی ہے، بچے کی دم بھی آپ کو دکھائی دے سکتی ہے۔ اگر آپ اس وقت ماں کا پیٹ چیر کر دیکھیں یا آج کل جو آلے نکل آئے ہیں ان کے رُو سے۔ اگر آپ ہائی

ریزولیوشن کے ایکسرے (HIGH RESOLUTION XRAYS) میں دیکھیں گے تو آپ کو پتہ لگ جائے گا کہ ایک وقت میں بچے کی شکل جانور سے اس طرح مشابہ ہے کہ اس کی باقاعدہ دم نکلی ہوتی ہے۔ اور پھر جب وہ ترقی کرتا ہے تو وہ دم غائب ہو جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ عرفان عطا فرمایا کہ ذنب کے ان معنوں کی طرف توجہ ہوئی جو ظاہری معنی ہیں یعنی دم"۔ ذنب کا ایک ظاہری معنی دم ہے۔ تو آپ نے ان معنوں پر غور کر کے اس نکتے کو پا لیا۔ فرمایا کہ ذنب سے مراد یہ ہے کہ انسان جب کبھی حیوانی صفات کی طرف لوٹتا ہے تو وہ مکرم نہیں رہتا۔ وہ کمزوریاں جو خدا نے اس سے جھاڑ دی تھیں یا اس لائق بنا دیا تھا کہ وہ ان حیوانی کمزوریوں سے نکل کر ایک کامل اور خوبصورت انسان کے طور پر ظاہر ہو وہ کمزوریاں اس کے اندر اس دم" کی طرح ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اس لئے لفظ "ذنب" ایک واضح کے مضمون میں استعمال فرمایا ہے۔

توان معنوں میں جب

خدا تعالیٰ کے عارف باللہ اور مقدس لوگ

استغفار کرتے ہیں تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ اے خدا ہمیں ہر قسم کی ایسی بشری کمزوریوں سے الگ رکھنا جن کے نتیجے میں تیرے حضور ہمیں کوئی بدزیبی نصیب ہو۔ تو جب اپنی آنکھ سے ہمیں دیکھے تو اس دم کے آثار کو پالے جو دم ہم ماضی میں چھوڑ آئے ہیں۔ یعنی ایسا ہونا چاہیئے کہ ہم ان دموں کو ماضی میں چھوڑ آئے ہیں اور اب ہمارے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہ ہو۔ لیکن جب ہم ذنب کرتے ہیں تو دوبارہ ان دموں کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ دوبارہ وہ دمیں اگنی شروع ہو جاتی ہیں۔ تبھی جو انسان بد نصیبی میں، گناہوں میں بڑھ جاتے ہیں' ان کے متعلق خدا فرماتا ہے "کونوا قردۃ خاسئین (البقرہ ۲:۶۶) اگر تم نے ان گناہوں پر اصرار کرنا ہے تو پھر تو تمہارے دمیں اُگ آتی ہیں۔ اب اور اس کے نتیجے میں تمہاری طبعی سزا یہ ہے کہ تم قردۃ خاسئین کی ادنیٰ حالت کی طرف لوٹ جاؤ۔ "اسفل سافلین" (التین ۹۵:۶) میں بھی یہی مضمون ہے اور "قردۃ خاسئین" میں بھی یہی مضمون ہے۔ اور "شر من تحت السماء" (حدیث) میں بھی یہی مضمون ہے کہ پھر وہ لوگ یہاں ٹھہرتے نہیں ہیں۔ بد سے بدتر ہوتے چلے جاتے ہیں اور ساری حیوانی کمزوریاں جن کو وہ اپنے طویل ماضی کے سفر میں پیچھے چھوڑ آئے تھے وہ دوبارہ اختیار کرنا شروع کر دیتے ہیں اور روحانی لحاظ سے حیوان صفت ہوتے چلے جاتے ہیں۔ یہ مضمون بہت ہی لمبا ہے جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ میں انشاء اللہ چند نمونے آپ کے سامنے رکھوں گا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارتوں کی مدد سے آپ کو یہ مضمون سمجھاؤں گا۔ ابھی آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ استغفار کا مضمون اتنا وسیع ہے کہ روحانی لحاظ سے ہی فوائد کا موجب نہیں بلکہ انسانی زندگی کے ہر شعبے پر حاوی ہے۔ اور کثرت استغفار سے آپ کو ہر قسم کے منافع حاصل ہو سکتے ہیں۔ اس لئے اپنی دعاؤں میں استغفار کو غیر معمولی طور پر پیش نظر رکھا کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق منشی ظفر احمد صاحب روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ استغفار پڑھنے سے گناہ کی تحریک مٹ جاتی ہے اور نیکی کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے اس لئے بجائے اس کے اس مقام پر راضی ہیں کہ گناہ بار بار ہو اور بار بار مغفرت کے طالب ہیں یہ

مقام محفوظ یا مقام عصمت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

اور یہ استغفار کے ذریعے نصیب ہو سکتا ہے کہ گناہ کی تحریک مٹنی شروع ہو جائے اور نیکی کی طرف رغبت ایک فطری جوش کے طور پر پیدا ہونی شروع ہو۔ پھر فرمایا:

"۱۹۰۶ کی بات ہے کہ ایک سائل نے جو اپنے آپ کو نوشہرہ، ضلع پشاور کا بتاتا تھا اور مہمان خانہ قادیان میں مقیم تھا، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خط لکھا کہ میری مدد کی جائے۔ مجھ پر قرضہ ہے۔ آپ نے جواب لکھا۔ قرض کے واسطے ہم دعا کریں گے اور آپ بہت استغفار کریں اور اس وقت ہمارے پاس ایک روپیہ ہے جو ارسال ہے۔"

ایک روپیہ جو کچھ بھی آپ کے پاس تھا آپ نے دے دیا۔ جانتے تھے کہ اس ایک روپے سے تو اس کے قرضے اُتر نہیں سکتے فرمایا یہی تو میرا سارا سرمایہ نہیں میرے پاس تو خدا کے حضور التجاؤں کا سرمایہ ہے چنانچہ اُس سرمائے سے میں تمہاری مدد کروں گا۔ لیکن تم اپنی مدد استغفار کے ذریعے کرو۔

اس کا سے دو باتیں سامنے آتی ہیں۔ اوّل یہ کہ استغفار کے ذریعے قرضوں کے بوجھ اُتر سکتے ہیں۔ اور جو غلطیاں سرزد ہو چکی ہیں اُن کی منافی ہو سکتی ہے۔ قرضوں کے ساتھ ان معنوں میں اس کا تعلق ہے۔ استغفار ایک معنے میں گناہ کے بعد ہوتا ہے۔ پس قرضے کی مثال بھی ایسی ہی ہے جیسے گناہ سرزد ہو چکا ہو۔ آپ روپیہ لے بیٹھے اور اُسے غلط مصرف میں استعمال کر بیٹھے۔ ایسی تجارت میں لگا دیا جہاں سے اس کے واپس آنے کی کوئی اُمید باقی نہ رہی۔ کھیتی پڑ گئی۔ کسی لحاظ سے بھی آپ قرضوں میں مبتلا ہو گئے۔ یہ سابقہ گناہ کی طرح ہے۔ اگر سابقہ کی غلطیاں بخشی جا ہی نہیں سکتیں تو پھر ایسے شخص کے لئے کوئی اُمید نہیں۔ مگر وہ خدا جو گناہ بخشتا ہے اس میں ایک طاقت ہے اور وہ آپ کی ذاتی، مادی کمزوریوں میں اور روزمرہ کے دین کی کمزوریوں میں بھی اُسی طرح بخشش کی طاقت رکھتا ہے۔

ایک بہت ہی عظیم الشان مضمون

ہے جس سے خدا کی بخشش کا مضمون ثابت ہوتا ہے۔ عیسائی جو یہ کہتے ہیں کہ خدا فی ذاتہٖ بخشش کی گویا طاقت نہیں رکھتا اُس کا بطلان ہے اس مثال کے ذریعہ۔ آپ قرضوں میں مبتلا ہیں۔ جو غلطیاں پیچھے سرزد ہو گئیں ان تک اب آپ کی رسائی نہیں رہی۔ جو کچھ ہو چکا ہو چکا، آپ کی اپنی بیوقوفی تھی یا کسی دوست نے دھوکا دیا یا۔ وہ ایسے حالات ہیں جو ماضی کا حصّہ بن گئے آپ ان کو تبدیل نہیں کر سکتے اب سوائے استغفار کے کوئی رستہ نہیں رہتا۔ اس لئے استغفار کے ذریعہ جب آپ خدا کے رحم کے اور بخشش کے طالب ہو نگے اور خدا تعالےٰ اس دُنیا میں آپ کو ان مالی مشکلات سے نجات بخشے گا تو قطعی طور پر آپ اس بات کا زندہ ثبوت بن جائیں گے کہ اسلامی تعلیم سچی ہے۔ اور عیسائیت نے خدا پر بدظنی کی تھی۔

پس ان معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُس مدد کے طالب کو کہا کہ خدا سے مدد طلب کرو اور خدا سے مدد استغفار کے ذریعے طلب کرو۔

استغفار میں دوسرا مضمون یہ ہے

کہ اُن اُمور میں غور ضروری ہے جن کے نتیجے میں آپ نے ٹھوکریں کھائیں۔ اور آپ کو معلوم بھی ہونا چاہیئے کہ کیا غلطیاں ہوئی تھیں۔ یہ تو مناسب طریق نہیں ہے کہ آپ ہاتھ میں بار بار روپیہ پکڑیں اور پھینک دیں۔ جیسا کہ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے۔ اور پھر ہر وقت اپنے دوستوں سے مدد مانگتے رہیں یا خدا سے مدد کے طالب رہیں۔ یہ عادت استغفار کے رجحان کے منافی ہے۔ استغفار کی سچائی کے منافی ہے۔ چنانچہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ آپ کے وہ دوست اور تعلق والے جو بار بار روپیہ ضائع کرتے ہیں اور پھر آپ کے پاس پہنچتے ہیں۔ شروع میں اُن کے لئے دل کے گوشے نرم ہو جاتے ہیں اور رحم پیدا ہوتا ہے۔ آخر آپ اُن کی صورتوں سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ آیا ہے یہ مصیبت۔ کہ اب پھر وہ روپیہ کہیں ضائع کر بیٹھا ہے۔ چنانچہ ایسے لوگ پہلے اپنی جائیدادیں تباہ کرتے ہیں اُس کے بعد قرضے لے کر دوسروں کی جائیدادیں بھی تباہ کرنے لگ جاتے ہیں۔ اُن لوگوں سے لوگ دُور بھاگتے ہیں۔ تو استغفار کا مضمون بنا کر یہ بھی سمجھا دیا کہ تم اپنی غلطیوں کی طرف بھی متوجہ ہو اور معلوم کرو کہ وہ کونسی کمزوریاں ہیں جن کے نتیجے میں تم نے مصیبت کے یہ دن دیکھے۔

تیسری اس میں یہ نصیحت بھی فرمادی

کہ انسان کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی عادت اچھی نہیں ہے۔ سائل کو ڈانٹنا تو جائز نہیں ہے۔ آپ نے ڈانٹا نہیں لیکن سختی سے ورے ورے رہتے ہوئے نرمی سے جو بات سمجھائی جا سکتی تھی، وہ سب سمجھا دی۔ اور ایک استغفار کہہ کر یہ تینوں مضمون اُس پر کھول دینے کی گویا کوشش فرمائی۔ کہ دیکھو جو تم انسان کے سامنے جو ہاتھ پھیلاتے ہو کہاں تک انسان تمہاری حاجت روائی کرے گا۔ میرے پاس آئے تھے۔ میرے پاس بھی ایک ہزار روپیہ نکالا نا ایک اس سے زیادہ تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں۔ اور ایسے اور بھی ہو نگے۔ جن کے پاس ایک روپیہ ہو گا مگر وہ ایک روپیہ بھی نہیں دیں گے۔ اور ان کے لئے جائز ہو گا۔ ایسے بھی ہو نگے جن کے پاس جو کچھ ہو گا تب بھی وہ اُس میں سے ایک روپیہ بھی نہیں دیں گے۔ تو انسانوں کی طرف متوجہ نہ ہو۔ خدا سے بخشش کے طالب رہو۔ استغفار کرو اور یقین رکھو کہ استغفار کے نتیجے میں جیسے روحانی گناہ دھلتے ہیں اُس طرح عام دُنیاوی لغزشیں بھی دھوئی جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فضل اُن پر غالب آجاتا ہے اور اللہ مغفرت کا سلوک فرماتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تربیت یافتہ صحابہؓ استغفار کو کثرت سے مختلف رنگ میں استعمال فرماتے تھے۔ چنانچہ ایک ایسی مثال میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جو مَیں نے دلچسپی کی وجہ سے چُنی ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ ہر طالب علم اب یہی کام شروع کر دے۔ جو مَیں بات کرنے لگا ہوں۔ مگر مَیں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ کے توکل کا کیا مقام تھا۔ اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جب وہ باتیں سُنتے تھے تو کتنے کامل یقین کے ساتھ پھر وہ اُن پر عمل شروع کیا کرتے تھے۔ اور اُن کے لئے کوئی بھی (آ اہدار لے) یا مزید کچھ نہیں رہتی تھی۔ کوئی نسخہ ملا ہے تو اُسے ہر جگہ استعمال کرنے کی کوشش کریں گے۔ چنانچہ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب مرحوم کے والد

ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب (سابق مہر سنگھ)

بڑے دُعاگو اور صاحب کشف و الہام تھے اور اس قسم کے چٹکلے اُن کی ذات کا حصّہ تھے۔ اس قسم کی روایتیں عموماً انہی کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اُن کا اپنا ایک خاص مزاج تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کا بھی اُن سے اُسی مزاج کے مطابق سلوک تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں ماسٹر صاحب کے سپرد ایک ایسی جماعت ہوئی جو انگریزی میں بہت کمزور تھی۔ اور ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب مہر سنگھ کو ناز تھا کہ اُن کی انگریزی بہت اچھی ہے۔ اس لئے اب اُن کو یہ خطرہ کہ مَیں اب اس کلاس کا اُستاد بن گیا جو سابقہ میں غلطیاں کر بیٹھے ہیں اُن کا تو میرے پاس علاج نہیں ہے اور بدنامی میری ہو گی۔ چنانچہ اُس کا علاج آپ نے یہ سوچا کہ استغفار کی طرف مائل ہوئے۔ اور کثرت کے ساتھ استغفار شروع کر دی۔ اب خدا تعالےٰ کا سلوک دیکھیں کہ استغفار کے نتیجے میں آپ کو خواب میں بتلایا گیا کہ چھبیسویں اور تیسویں سبق میں سے امتحان ہو گا۔ اب سابقہ غلطیاں اُس طرح تو دُور ہونی مشکل تھیں اللہ تعالیٰ کا شان کر بھی دیکھیں کہ یہ بندہ مجھ سے کتنی توقع رکھتا ہے۔ دوسروں کے گناہوں کی خاطر آپ معافیاں مانگ رہا ہے۔ غلطی کلاس نے کی ہے اور استغفار کر کے اِن کا بُرا حال ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اچھا پھر یہ علاج ہے کہ ۲۶ ویں اور ۳۰ ویں سبق میں سے امتحان ہو گا۔ چنانچہ ماسٹر صاحب نے طلباء کو کہا کہ باقی پڑھنے کا وقت نہیں صرف یہ دو سبق پڑھو۔ اور باقی باتیں بھول جاؤ۔ وقت ہی نہیں رہا۔ چنانچہ طلباء نے ۲۶ ویں اور ۳۰ ویں سبق خوب رٹا۔ اور انسپکٹر صاحب جب تشریف لائے تو انہوں نے انہی دو سبقوں میں سے سوال کئے اور کسی سبق سے سوال نہیں کیا۔ اور بہت اچھے ریمارکس REMARKS دیئے کہ ایسی اعلیٰ جماعت مَیں نے کبھی نہیں دیکھی۔ تو یہ ایک لطیفہ بھی ہے اور اس سے آپ کو یہ اندازہ بھی ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی حد کوئی نہیں ہے۔ بعض دفعہ آپ اُس سے بچوں کی طرح بات کریں تو اللہ بھی ناز برداریاں فرماتا ہے۔ اور اُسی قسم کا آپ سے پیار اور محبت کا سلوک فرماتا ہے۔ اس لئے بہت زیادہ TENSE ہو کر اور بہت ہی زیادہ سنجیدگی سے استغفار کی بھی ضرورت نہیں۔ دل میں نرمی بھی پیدا کریں۔ خدا سے کھیل کھیلیں۔ خدا سے پیار کی باتیں کریں اور اُس کی راہ میں بچھ جایا کریں کہ ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ جس طرح ہمیں مانگنا آئیگا ہم تجھ سے مانگتے رہیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ طریق تھا

کہ جب کوئی وظیفے کے متعلق پوچھتا تھا کہ وظیفہ بتائیں تو آپ سب سے پہلے استغفار کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ استغفار کیا کریں۔ سورۃ فاتحہ پڑھا کریں۔ درود شریف پر مداومت اختیار کریں۔ اسی طرح لاحول ...... اور سبحان اللہ پر مداومت کریں۔ فرماتے تھے کہ بس ہمارے تو یہی وظائف ہیں۔ پھر روایت آتی ہے کہ جب کوئی پوچھتا تھا کہ کوئی وظیفہ بتائیے ..... ایک صحابؓ

نے سوال کیا' یا حضرت! ہم کون سا وظیفہ پڑھیں؟ تو حضور فرماتے' الحمدللہ اور درود شریف اور استغفار پر مداومت اختیار کرو۔ اور دُعا' اِھدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِیم .... کثرت سے پڑھا کرو۔

بہر حال' یہ استغفار اور نئی نئی صبحیں طلوع ہونے کا مضمون انسان کی زندگی میں ہمیشہ اس کے ساتھ آگے بڑھتا رہتا ہے۔ اور جن لوگوں کی زندگی میں' جن کو ترقی' معکوس ہوتی ہے اُن کے قدم واپسی کی طرف لوٹنے شروع ہوتے ہیں اور وہ دن بدن روشنیوں سے اندھیروں میں داخل ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ اس لئے توبہ کو ہمیشہ مداومت کے ساتھ پکڑے رہنا ایک باشعور انسان کے لئے ضروری ہے۔ توبہ کے متعلق قرآن کریم نے مختلف مضامین بیان فرمائے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو ایسی توبہ کرتے ہیں کہ اُن گناہوں کی طرف جن کے متعلق وہ توبہ کر چکے ہوتے ہیں مُڑ کر نہیں دیکھتے۔ خدا پر فرض ہے کہ اُن کی توبہ قبول کرے۔ یعنی وہ سابقین ہیں توبہ میں' جن کے متعلق خدا نے یہ حتمی وعدہ دیدیا ہے کہ مجھ پر فرض ہو گیا ہے کہ میں تمہاری توبہ کو قبول کروں اور تمہیں کسی قسم کا خطرہ محسوس کرنے کی ضرورت نہیں۔

پھر فرمایا' ایسے لوگ بھی ہیں جو عملِ صالح کو بُرے اعمال کے ساتھ ملا دیتے ہیں۔ آج توبہ کی۔ کل ٹوٹ بھی گئی۔ پھر توبہ کی۔ پھر استغفار کیا۔ پھر لغزش ہو گئی۔ ایسے لوگوں کے ساتھ قطعی مغفرت کا وعدہ تو نہیں لیکن خدا تعالیٰ واسع المغفرت ہے اور وہ چاہے تو اُن کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرمائے۔ پس

ایسے لوگوں کو جدوجہد کرتے رہنا چاہیئے

توبہ پر مداومت اختیار کرنے کی اور استغفار کے ذریعے خدا سے بخشش طلب کرنے کی۔ اور اس مضمون میں وہ صابر ہو جائیں' صبر اختیار کریں اور پکڑے رہیں اور پھر خدا سے خیر کی اُمید رکھیں۔

پھر ایک تیسرے قسم کے وہ بدقسمت لوگ ہیں جن کا ذکر اس آیت میں فرمایا ..... کہ

لَیْسَتِ التَّوْبَۃُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰی اِذَا حَضَرَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْاٰنَ وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَھُمْ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ اَعْتَدْنَا لَھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۔ (النساء ۱۹:۴)

کہ توبہ اُن کے لئے نہیں ہے۔ یا اُن کی توبہ کیا معنی رکھتی ہے جو مسلسل بدیوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ موت اُن کو آلیتی ہے۔ اُس وقت وہ کہتے ہیں' اے خدا اب میں توبہ کرتا ہوں ..... اور نہ اُن کے لئے کوئی توبہ ہے جو کافرانہ غفلت کی حالت میں زندگی اسی طرح گزار دیتے ہیں کہ موت آتی ہے تو وہ انکار کی حالت میں ہوتے ہیں۔ کفر کی حالت میں اُن پر موت آجاتی ہے۔

پہلے مضمون میں' خدا کے وہ کمزور بندے ہیں جو ایمان لانے کے باوجود کمزور رہتے ہیں۔ اور توبہ سے بے قرار رہتے ہیں۔ دوسرے حصے میں وہ لوگ بیان ہوئے ہیں جو کفر کی حالت میں مر جاتے ہیں۔ فرمایا ہے کہ ان کے لئے کوئی توبہ نہیں ہے ..... اُن کے لئے ہم نے دردناک عذاب مقرر کر رکھا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے کہ ان کے لئے توبہ کوئی نہیں۔

اس کی وجوہات بھی قرآن کریم نے بیان فرمائی ہیں۔ فرمایا کہ ایک تو یہ کہ پہلی دفعہ انہوں نے موت کو نہیں دیکھا۔ خدا نے بار بار زندگی کی مختلف حالتوں میں' اُن کو موت کے قرب کے نمونے دکھائے۔ اور بار بار ان کی توجہ توبہ کی طرف کروائی گئی۔ اور توجہ کا موقع پانے کے بعد پھر بے غیرتی کیساتھ اپنی پہلی حالتوں کی طرف لوٹ جاتے رہے چنانچہ فرمایا :-

اَوَلَا یَرَوْنَ اَنَّھُمْ یُفْتَنُوْنَ فِیْ کُلِّ عَامٍ مَّرَّۃً اَوْ مَرَّتَیْنِ ثُمَّ لَا یَتُوْبُوْنَ وَلَا ھُمْ یَذَّکَّرُوْنَ ۔ (التوبہ ۱۲۶:۹)

کہ وہ دیکھتے نہیں کہ ہر سال ان میں سے ہر شخص ایک دفعہ یا دو دفعہ ایسے ابتلاؤں میں ڈالا جاتا ہے کہ جس کے نتیجے میں اُن کی طبیعت توبہ کی طرف مائل ہو جانی چاہیئے ..... اُس کے باوجود توبہ نہیں کرتے ... اور کوئی نصیحت نہیں پکڑ سکتے۔

پھر فرمایا' جب ان کی یہ حالت دائمی ہو جاتی ہے۔ اور

گناہ اُن کی زندگی کا جزو لاینفک بن جاتا ہے

اُس وقت اُن پر موت آتی ہے اس لئے خدا تعالیٰ پھر اُن کی توبہ کو قبول نہیں کرتا کیونکہ وہ اپنے گناہ میں ایک دائمی حالت اختیار کر چکے ہوتے ہیں۔ بار بار کے مواقع کے باوجود توبہ کی طرف مائل ہی نہیں ہوتے۔ چنانچہ فرمایا۔

وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ وُقِفُوْا عَلَی النَّارِ فَقَالُوْا یٰلَیْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُکَذِّبَ بِاٰیٰتِ رَبِّنَا وَنَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ بَلْ بَدَا لَھُمْ مَّا کَانُوْا یُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُھُوْا عَنْہُ وَاِنَّھُمْ لَکٰذِبُوْنَ ۔ (الانعام ۲۸، ۲۹:۶)

کہ کیا تو ایسے لوگوں کو نہیں جانتا' نہیں دیکھتا۔ مطلب یہ ہے کہ ہم تمہیں یہ خبر دیتے ہیں کہ ان لوگوں پر ایک ایسی حالت آئیگی) وَلَوْ تَرٰی اِذْ وُقِفُوْا ..... یعنی مخاطب کا صیغہ ہے مگر مراد یہ نہیں کہ اُس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا مومن دیکھ رہا ہوگا۔ مراد یہ ہے کہ کیا تم جانتے نہیں ہو کہ خدا تمہیں کیا پہلے بھی ایسے لوگوں کی حالت سے آگاہ نہیں فرمائیگا جو اُن پر آنے والی ہے ..... کہ جب یہ آگ کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔ (یہ کہیں گے) کہ کاش ایسا ہو کہ ہمیں لوٹا دیا جائے اور ہم پھر ہرگز خدا تعالیٰ کی آیات کا انکار نہیں کریں گے ..... اور یقیناً مومنین میں سے ہونگے۔ فرمایا ... اس سے پہلے اپنی حالتیں جو وہ چھپا رہے ہوتے تھے' وہ اب اُن کے لئے ظاہر کر دی گئی ہیں۔ مراد یہ ہے کہ ان میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو اپنے آپ کو مومن ہی شمار کر رہے ہوتے تھے۔ اپنے آپ کو ایمان والوں میں گنا کرتے تھے۔ آج پردے اُٹھنے کا وقت آیا ہے۔ پس دو قسم کے پردے ہیں۔ ایک استغفار کا پردہ ہے جو خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے اور وہ ستاری کی چادر میں لپیٹتا ہے۔ ایک خواب غفلت کا پردہ ہے۔ جو انسان اپنے اردگرد لپیٹ لیتا ہے۔ اور خود اپنے حال سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ فرمایا۔ آج وہ پردے اُٹھنے کا دن آیا ہے آج تمہاری اصلی حالت تمہیں دکھا دی گئی ہے اور معافی کا سوال اس لئے نہیں کہ .. خدا جانتا ہے کہ اگر ان کو آج بھی لوٹا دیا جائے تو بالکل وہی باتیں پھر دوبارہ کریں گے جو پہلے کرتے آئے تھے۔ اتنے پکے ہو چکے ہیں اپنی کج روی میں کہ اس راہ کو اب چھوڑ نہیں سکتے ..... جھوٹ بول رہے ہیں پس اس لئے جو وہ آخری صبح ہے وہ بھی طلوع ہوتی ہے اور کچھ لوگ اُس وقت بھی استغفار کرتے ہیں۔ یعنی صبح جو موت کی صبح ہے۔ جب

انسان پر ایک نئی زندگی طلوع کرنے والی صبح

ہوتی ہے۔ اُس وقت بھی انسان کی توجہ استغفار کی طرف مائل ہوتی ہے۔ بلکہ اُس وقت تو بڑے بڑے گناہگار کی توجہ بھی استغفار کی طرف مائل ہو جاتی ہے۔ فرعون ایک بہت بڑا گناہگار تھا جو گناہگاری میں مثال بن گیا ہے ہمیشہ کیلئے۔ اور گناہگاری بھی ایسی جس میں بغاوت' ضد' تعصب' اور ظلم اور جبر سب باتیں پائی جاتی تھیں۔ آنکھیں کھول کر خدا سے تکبر کرنے والا یہ دعویٰ کرنیوالا کہ خدا ہوتا کون ہے میں بھی ایک اونچی عمارت بنا کر دیکھونگا تو سہی کہ وہ کہاں ہے اور کس قسم کی چیز ہے۔ ایسی باتیں کرنیوالا جب موت کو اپنے سامنے دیکھتا ہے تو اُس وقت کہتا ہے کہ ..... اٰمنتُ بربِّ موسیٰ وہارون (یونس ۹۱:۱۰) کہ میں موسیٰ اور ہارون کے رب پر ایمان لاتا ہوں' یا جس پر بنی اسرائیل ایمان لے آئے اُس ذات پر ایمان لاتا ہوں۔ اس کا جواب یہ ملا کہ آلآن! اب! اب کون سا وقت ہے

پس بالاسحار یستغفرون کا ایک مضمون یہ بھی ہے کہ بعض وہ لوگ جو ساری زندگی ایسی صبحوں سے ناواقف بسر کرتے ہیں جن میں استغفار کی طرف توجہ پیدا ہوا کرتی ہے۔ وہ بھی اس مضمون سے باہر نہیں رہتے۔ چنانچہ ایک صبح اُن پر ایسی طلوع ہوتی ہے جو اُن کی موت کا پیغام ہے۔ اور اُن کو ایک نئے جہان میں داخل کرنیوالی صبح ہے۔ اُس وقت بڑے سے بڑا گنہگار بھی استغفار پر مجبور ہو جایا کرتا ہے۔ لیکن چونکہ وہ پہلی مدت سے فائدہ نہیں اُٹھاتا اس لئے اُس وقت اُن کو اُن کے استغفار کا کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔

پس ہمیں استغفار میں یہ بھی دُعا کرنی چاہیئے کہ اے اللہ! ہمیں اُس قسم کے پہلے استغفار کی صبح نصیب کر۔ جن صبحوں میں استغفار کے معنے ہیں۔ جن صبحوں میں استغفار قبول ہوا کرتے ہیں۔ اور ہمارے اپنے وجود سے متعلق نئے سے نئے تقاضا کی عطا فرماتا رہے۔ اپنی کمزوریوں پر خود ہماری نگاہیں زیادہ باریک بینی کے ساتھ پڑنی شروع ہوں۔ جو کمزوریاں غیروں کو نظر نہیں آتیں وہ ہمیں دکھائی دینے لگیں۔ یہاں تک کہ ہر روز ہم نئے داغوں کو دُور کرنے کے لئے تیرے حضور آنسو بہائیں ان کمزوریوں کو دُور کرنے کے لئے تجھ سے مدد مانگیں اور تجھ سے طاقت طلب کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ یہ رمضان ہمارے لئے استغفار کی نئی صبحیں لے کر آئے اور دائمی صبحیں ہمارے لئے چھوڑ جائے۔ (آمین)

صد سالہ احمدیہ جوبلی جشن - اور - ہماری ذمہ داریاں

از خورشید احمد انور - ناظر بیت المال آمد - قادیان

آج سے ٹھیک ۹۹ سال قبل ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو سرسبز و شاداب صوبہ پنجاب کے مشہور تاریخی شہر "لدھیانہ" میں مامور زمانہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سلسلہ بیعت کا آغاز کرتے ہوئے عالمگیر غلبہ اسلام کی جس مقدس آسمانی مہم کی بنیاد رکھی تھی آج وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بے شمار کامیابیوں اور ظفر مندیوں کے جلو میں اس مقام پر آپہنچی ہے جہاں سے اسے اپنے سفر زندگی کی دوسری تابناک صدی میں قدم رکھنے کے لئے صرف چند مہینوں کی مسافت طے کرنا باقی ہے۔ ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو اُفق احمدیت پر جلوہ فگن ہونے والی دوسری مبارک صدی ہی چونکہ الٰہی نوشتوں کے مطابق اسلام کے عالمگیر روحانی غلبہ کی بھی صدی ہے اس لئے ہمارا ملی اور جماعتی فرض ہے کہ ہم مومنانہ روح اور جذبے کے ساتھ اس کا شایانِ شان استقبال کریں۔

حضرت مصلح موعودؓ کی دلی خواہش

تاریخ احمدیت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت احمدیہ کے قیام کی پہلی صدی مکمل ہونے پر ایک شایانِ شان جوبلی منانے کی خواہش کا اظہار اولاً سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔ حضورؓ کے قلب صافی میں موجزن اس پاکیزہ خواہش کا ذکر کرتے ہوئے حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں :-

۱۹۳۹ء میں خلافت ثانیہ کی برکات پر ربع صدی کے عرصہ کی تکمیل ہونے کے پیش نظر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت اقدس میں شکرانہ کے طور پر خلافت جوبلی منانے کی اجازت کی درخواست گزارش کی گئی۔ حضور نے فرمایا، خلافت کی جوبلی منانے میں تو شاید مجھے تامل ہوتا۔ لیکن ۱۹۳۹ء میں ہی سلسلہ کے بھی پچاس سال پورے ہوں گے اس لحاظ سے جوبلی منانے کی اجازت ہے۔ اور اس سلسلہ میں یہ ارشاد بھی فرمایا کہ سلسلہ کے سو سالہ پورے ہونے پر بڑی شان سے جوبلی منانا۔"

(دیباچہ تاریخ احمدیت جلد ششم)

اسی ضمن میں حضور رضی اللہ عنہ نے ۱۹۵۸ء میں جماعت کو دوبارہ تلقین کرتے ہوئے فرمایا :-

"سو سال کی جوبلی بڑی جوبلی ہوتی ہے۔ جب جماعت کو وہ دن دیکھنے کا موقعہ ملے تو اس کا فرض ہے کہ وہ یہ جوبلی منائے .... اس کے بعد جو لوگ زندہ رہیں گے وہ انشاء اللہ وہ دن بھی دیکھ لیں گے جب ساری دنیا میں احمدی ہی احمدی ہوں گے۔"

(الفضل ۱۶ جنوری ۱۹۵۸ء)

صد سالہ جوبلی منصوبہ کی ولولہ انگیز تحریک

سیدنا حضرت محمود المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی اس پاکیزہ خواہش کو عملی جامہ پہنانے کے لئے نافلہ موعود سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۲۸ دسمبر ۱۹۷۳ء کو جلسہ سالانہ ربوہ کے اختتامی اجلاس میں "صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ" کے نام سے جماعت کے سامنے ایک ولولہ انگیز تحریک رکھی اور فرمایا :-

"حضرت مصلح موعودؓ کی یہ خواہش تھی کہ جماعت صد سالہ جشن منائے یعنی وہ لوگ جن کو سو واں سال دیکھنا نصیب ہو وہ صد سالہ جشن منائیں۔ اور میں اپنی بھی اس خواہش کا اظہار کرتا ہوں کہ صد سالہ جشن منایا جائے۔ اس کے لئے میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی ہے اور میں نے بڑی دعاؤں کے بعد اور بڑے غور کے بعد تاریخ احمدیت سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اگلے چند سال جو صدی پورا ہونے سے قبل باقی رہ گئے ہیں، وہ ہمارے لئے بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ اس عرصہ میں ہماری طرف سے اسقدر کوشش اور اللہ کے حضور اس قدر دعائیں ہونی چاہئیں کہ اس کی رحمتیں ہماری تدابیر کو کامیاب بنانے والی بن جائیں۔ اور پھر جب ہم یہ صدی پوری کریں اور صد سالہ جشن منائیں تو اس وقت دنیا کے حالات ایسے ہوں جیسا کہ ہماری خواہش ہے کہ ایک صدی گزرنے کے بعد ہونے چاہئیں۔"

(ماہنامہ انصار اللہ ربوہ مارچ ۱۹۷۴ء صفحہ ۱۳)

حمد اور عزم
جوبلی منصوبہ کے دو ماٹو

مومن کی ہر خوشی چونکہ حمد و شکر باری اور قربانی و ایثار کے عزم نو کی آئینہ دار ہوتی ہے اس لئے حضور رحمہ اللہ نے صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ کو بھی اللہ تعالیٰ کی حمد اور غلبہ دین متین کے لئے عظیم تر قربانیوں کے عزم نو کی علامت قرار دیا اور فرمایا :-

"صد سالہ جشن دو اغراض کے ماتحت منایا جا رہا ہے۔ ایک غرض تو یہ ہے کہ جماعت مجموعی طور پر اللہ تعالیٰ کی حمد کے ترانے گائے کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے اپنے وعدوں کو پورا کرتے ہوئے ہمیں اپنی رحمتوں اور برکتوں سے اور نصرتوں سے نوازا ہے اور دوسری غرض یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت عجز کے ساتھ سر جھکاتے ہوئے اپنے اس عزم کا عہد کریں کہ اے ہمارے رب! ہم نے گزشتہ صدی میں اپنی حقیر قربانیاں تیرے حضور پیش کیں اور تو نے ہماری ناچیز قربانیوں کو اپنی نصرت سے نوازا۔ ہم اپنی کمزوریوں کے باوجود تیرے حضور یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم تیرے ہی فضل سے اور تیری ہی دی ہوئی توفیق سے آئندہ صدی میں بھی قربانیاں کرتے چلے جائیں گے۔"

(خطاب بر موقعہ جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۷۳ء)

عظیم الشان تعمیری منصوبے کا اجمالی خاکہ

حمد و شکر باری اور مومنانہ عزم و حوصلہ کے آئینہ دار جشن صد سالہ احمدیہ جوبلی کی مناسبت سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے مخلصین جماعت کے سامنے اس عظیم الشان تعمیری منصوبہ کے جن اہم نکات کی وضاحت فرمائی اُن کا خلاصہ یہ ہے :-

○ — دنیا کے مختلف اہم ممالک میں عالیشان مساجد کی تعمیر اور فعال تبلیغی و تربیتی مراکز کا قیام۔

○ — بنی نوع انسان کو اللہ تعالیٰ کے زندگی بخش روحانی پیغام سے روشناس کرنے کے لئے دنیا کی اہم زبانوں میں تراجم قرآن حکیم کی اشاعت۔

○ — کم و بیش ایک سو زبانوں میں اسلامی لٹریچر تیار کر کے اس کی منصوبہ بند تقسیم۔

○ — اشاعت کتب و لٹریچر کے لئے تین جدید معیاری پریسوں کا قیام۔

○ — صد سالہ جوبلی کے موقعہ پر اکناف عالم سے مرکز احمدیت میں آنیوالے غیر ملکی وفود کی رہائش کے لئے جدید طرز کے گیسٹ ہاؤسز کی تعمیر۔

○ — بین الاقوامی سطح پر افراد جماعت کے درمیان براہ راست رابطہ قائم کرنے کی غرض سے قلمی دوستی، ایمیچور ریڈیو کلب اور ٹیلیکس (TELEX) سسٹم کا فروغ۔

○ — اعلائے کلمۂ اسلام کے لئے کم از کم ایک انتہائی طاقتور ریڈیو اسٹیشن کا قیام۔

مالی قربانی کی بابرکت تحریک

جشن صد سالہ جوبلی سے قبل ان تمام اہم پروگراموں کو خاطر خواہ طریق پر عملی جامہ پہنانے کے لئے حضور رضی اللہ عنہ نے مخلصین جماعت کے سامنے اڑھائی کروڑ روپے کے مطالبہ پر مشتمل مالی قربانی کی ایک بابرکت تحریک بھی رکھی اور ساتھ ہی فرمایا کہ مجھے خداوند کریم پر مکمل بھروسہ ہے کہ وہ جماعت کو توفیق عطا فرمائے گا کہ وہ پانچ کروڑ روپیہ تک پیش کر دے گی۔ مالی قربانی کے مطالبہ پر مبنی اس بابرکت تحریک کی وضاحت کرتے ہوئے حضورؒ نے فرمایا :-

"میں نے جماعت کے سامنے جو منصوبہ پیش کیا تھا اس کو ہم "صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ" کہیں گے۔ اور اس منصوبہ کی تکمیل کے لئے میں نے مالی قربانیوں کی جو تحریک کی تھی اُسے ہم "صد سالہ جوبلی فنڈ"

کا نام دیں گے۔"

(الفضل ۱۱ فروری ۱۹۷۳ء)

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے کی زبان سے جاری ہونے والی اس بابرکت مالی تحریک کو ایسی غیر معمولی قبولیت عطا فرمائی کہ شمع خلافت کے پروانوں نے اپنے جان و دل سے عزیز آقا کی آواز پر والہانہ لبیک کہتے ہوئے آن کی آن میں اصل مطالبہ سے بھی چار گنا زیادہ رقم کے وعدے حضور کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک ولقد نقعنا الهوٰیٰ۔

مخلصانہ مالی قربانیوں کے شیریں ثمرات

گزشتہ چند سالوں کے دوران مخلصین جماعت کی طرف سے "صد سالہ جوبلی فنڈ" میں پیش کئے گئے وعدوں کی مرحلہ وار ادائیگی کے نتیجہ میں عالمی سطح پر اس منصوبہ کے اہم پروگراموں کو کس حد تک عملی جامہ پہنایا جا چکا ہے؟ ملاحظہ فرمایئے:۔

○— سویڈن، ناروے، سپین، فرانس، ہالینڈ، جاپان، برطانیہ، امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا، مغربی جرمنی اور جنوبی امریکہ میں دو درجن سے زائد نئے تبلیغی مراکز قائم ہو چکے ہیں۔

○— دنیا کی متعدد اہم زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم اور دینیات اسلامی لٹریچر کی وسیع پیمانہ پر اشاعت کا کام تیزی سے جاری ہے۔

○— عیسائی دنیا پر اتمام حجت کی غرض سے "حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی صلیبی موت سے نجات" کے موضوع پر لندن میں ایک عالمگیر کسر صلیب کانفرنس منعقد کی جا چکی ہے۔

○— باہمی رابطہ کے لئے ایک درجن سے زائد ممالک میں ٹیلکس (TELEX) کا نظام قائم ہو چکا ہے۔

○— دنیا بھر میں منعقد ہونیوالی اہم جماعتی تقاریب کی ویڈیو کیسٹس تیار کر کے ان کا باہمی تبادلہ شروع کر دیا گیا ہے۔

○— مرکز احمدیت ربوہ میں غیر ملکی وفود کی رہائش کے لئے جدید طرز کے آٹھ گیسٹ ہاؤس تعمیر ہو چکے ہیں۔

○— "ادائیگی حقوق طلباء" کے نام سے جاری تعلیمی سکیم کے تحت ایک سو سے زائد ذہین احمدی طلباء اور طالبات کو اعلیٰ تعلیمی وظائف اور امتیازی تمغے بھی صد سالہ جوبلی فنڈ سے ہی دیئے گئے ہیں۔

عالمی سطح پر منصہ شہود پر آنے والے یہ وہ شیریں پھل ہیں جو صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کے ذریعہ ہمیں حاصل ہوئے ہیں اور جن میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔

جوبلی منصوبہ میں جماعت احمدیہ بھارت کا حصہ

دنیا بھر کی احمدی جماعتوں کی طرح جماعت احمدیہ بھارت کو بھی اللہ تعالیٰ نے صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ میں مثالی قربانی پیش کرنے کی سعادت عطا فرمائی ہے۔ نظارت بیت المال آمد کے ریکارڈ کے مطابق ۳۰ اپریل ۱۹۸۸ء تک اس مد میں ۳۶,۷۹,۵۹۵/۷۵ روپے کے مجموعی وعدے موصول ہوئے ہیں۔ جن میں سے بفضل اللہ تعالیٰ بصورت نقدی اب تک ۲۷,۰۰,۶۲۷/۵۲ روپے وصول بھی ہو چکے ہیں۔ اللّٰھم زِد فَزِد۔

ہندوستان کی حد تک صد سالہ جوبلی منصوبہ کے تحت اب تک جن اہم تعمیری پروگراموں کو عملی جامہ پہنایا گیا ہے مخلصین جماعت کے ازدیاد علم و ایمان کی غرض سے اس جگہ ان کا مختصر تعارف پیش کیا جانا بھی ضروری ہے۔ ملاحظہ کیجئے:۔

○— کالیکٹ، امرت نگر، بھبنیشور، کوچین اور کنانور میں نو لاکھ دس ہزار پانچ سو اکتالیس روپے پچانوے پیسے (۹,۱۰,۵۴۱-۹۵) کی لاگت سے پانچ عالیشان مساجد اور تبلیغی مراکز کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔

○— گورمکھی، ہندی اور بعض دوسری علاقائی زبانوں میں تراجم قرآن کریم کی کلی اور جزوی اشاعت کے لئے ۵,۷۸,۷۴۵-۹۹ روپے کے اخراجات کئے گئے ہیں۔

○— "نصرت جہاں سکیم" کے تحت ہندوستان کی مختلف جماعتوں سے سرزمین مغربی افریقہ میں بھجوائے جانیوالے پانچ ایم بی بی ایس ڈاکٹر صاحبان اور ایک لیڈی ڈاکٹر نیز سری لنکا اور مشرق وسطیٰ میں بھجوائے جانیوالے واقفین احمدی مبشرین کے ۱,۱۰,۵۰۰-۱۹ روپے پر مشتمل اخراجات سفر بھی اسی مد سے ادا کئے گئے ہیں۔

○— شعبہ سمعی و بصری کے لئے ۴۶,۸۵۹-۷۶ روپے مالیت کے بیش قیمت الیکٹرونک سامان کی خرید بھی صد سالہ جوبلی فنڈ سے ہی کی گئی ہے۔

○— حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی جاری فرمودہ "احمدیہ تعلیمی سکیم" کے تحت ہندوستان کے ذہین احمدی طلباء اور طالبات کو بحیثیت مجموعی ۶۹,۰۰۲/۹۰ روپے کے اعلیٰ تعلیمی وظائف اور امتیازی تمغے اسی فنڈ سے مہیا کئے گئے ہیں۔

○— رابطہ عالم اسلامی کے اخبار "المؤتمر الاسلامی" میں شائع ہونے والے پروفیسر عبدالغفور کے ایک انتہائی دلآزار مضمون کے دندان شکن جواب پر مشتمل حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ کا بیش قیمت تحقیقی مقالہ "A Rejoinder to the Qadianies a non Muslim Minority in Pakistan" کے عنوان سے ۳۰,۰۰۰/- روپے کی لاگت سے کتابی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔

○— سرینگر (کشمیر) میں واقع "قبر مسیح" کی تحقیق پر بعض غیر از جماعت اہل علم شخصیتوں اور اخبارات کے مالی تعاون، کمرہ جات بورڈنگ مدرسہ احمدیہ کی تعمیر اور متفرق دیگر ضروریات پر ۲۹,۰۸۲/- روپے کی مجموعی رقم بھی اسی مد سے خرچ کی گئی ہے۔

○— علاوہ ازیں دفتر مجلس تحریک جدید کمیٹی اور دفتر صد سالہ جوبلی کمیٹی اور دفتر صد سالہ جوبلی فنڈ کے بجٹ بابت سائر کا اب تک کا خرچ ۲,۰۸,۲۱۵/۱۲ روپے بھی اسی مد سے ادا ہوا ہے۔

واضح رہے کہ یہ تمام اخراجات باضابطہ طور پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت و منظوری سے ہوئے ہیں اور صد سالہ جوبلی فنڈ میں اب تک جمع ہونیوالی تمام رقوم مندرجہ بالا منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے پر صرف ہو چکی ہے۔

زیر کارروائی بعض اہم پروگرام

جشن صد سالہ احمدیہ جوبلی کے شایان شان اہتمام کے لئے مرکزی صد سالہ احمدیہ جوبلی کمیٹی نے جو منصوبہ تیار کیا ہے اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے بڑی تیزی کے ساتھ کام شروع ہو چکا ہے۔ آیئے! ان اہم پروگراموں کا اجمالی خاکہ اور ان پر ہونے والے تخمینہ اخراجات کا بھی ایک سرسری جائزہ لیجئے

تفصیل پروگرام	تخمینہ خرچ
موبائیل نمائش	۵,۹۰,۰۰۰/-
اردو، ہندی، انگریزی تفسیر	۱۰,۹۷,۰۰۰/-
نمائشی چارٹس	۳۰,۰۰۰/-
صد سالہ جوبلی کیلنڈر	۳۰,۰۰۰/-
پریس و پبلسٹی	۲۵,۰۰۰/-
دہلی و لدھیانہ میں نمائش	۵۰,۰۰۰/-
منتخب آیات قرآنی، احادیث، ملفوظات کے تراجم کی اشاعت	۳,۲۳,۵۰۰/-
طباعت پیغام حضور انور	۲۵,۰۰۰/-
رابطہ مرکزی و صوبائی حکام	۵,۵۰۰/-
سات بڑے شہروں میں جلسوں کا اہتمام	۲۵,۰۰۰/-
ویڈیو کیمرہ و ریکارڈنگ	۳۲,۰۰۰/-
اخراجات ترسیل لٹریچر، گزٹ، اخبارات و رسائل	۹۰,۰۰۰/-
سائر متفرق اخراجات	۵۰,۰۰۰/-
جماعتی تعارف پر مشتمل ڈاکومنٹری فلم کی تیاری	۲,۰۰,۰۰۰/-
میزان	۱۸,۰۰,۰۰۰/-

مخلصین جماعت احمدیہ بھارت کی ذمہ داری

جیسا کہ ۳۰ اپریل ۱۹۸۸ء تک کے مجموعی وعدوں اور وصولی کی پوزیشن سے ظاہر ہے کہ ہنوز سابقہ وعدوں میں سے بھی قریباً دس لاکھ روپے کی خطیر رقم قابل وصول ہے۔ جبکہ مندرجہ بالا زیر کارروائی منصوبوں کی تکمیل فوری طور پر اٹھارہ لاکھ روپے کی فراہمی کا تقاضا کرتی ہے۔ صد سالہ احمدیہ مرکزی جوبلی کمیٹی کا یہ اہم مطالبہ اسی صورت میں پورا ہو سکتا ہے کہ:

○— بقایا داران اپنے وعدوں کی قلیل ترین مدت میں سو فیصدی ادائیگی کریں۔

○— جماعت کے جن مخلصین کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے گزشتہ پندرہ سالوں کے دوران مالی وسعت اور فراخی عطا فرمائی ہے وہ اپنے سابقہ وعدوں پر نظر ثانی کریں۔

○— اسی طرح جماعت کے وہ افراد جو کسی وجہ سے تا حال اس عظیم الشان مالی جہاد میں شامل نہیں ہو سکے ان کا بھی جماعتی فریضہ ہے کہ اس مبارک تحریک

تیلی المیعاد وعدہ جات پیش کرکے ان کی جلد از جلد ادائیگی کے لئے کمر ہمت کس لیں کیونکہ صد سالہ جوبلی فنڈ کی ادائیگی کی آخری میعاد ۳۱؍دسمبر ۱۹۸۸ء ہے اور فوری طور پر جو اخراجات درپیش ہیں انہیں مقررہ مدت سے زیادہ مؤخر نہیں کیا جا سکتا۔ ورنہ خدشہ ہے کہ بعض بنیادی اہمیت کے حامل پروگرام تشنہ تکمیل رہ جائیں۔

وعدوں میں اضافہ کی مختلف شکلیں

صد سالہ احمدیہ جوبلی کے روز افزوں مطالبات کے پیش نظر آپ اپنے اجتماعی اور انفرادی وعدوں کا کیونکر اضافہ کر سکتے ہیں؟ اس اہم سوال کا حل سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰؍جنوری ۱۹۸۷ء میں پیش فرمایا ہے۔ اس بصیرت افروز خطبہ کے چند بصیرت افروز اقتباسات ملاحظہ کیجئے۔ حضور فرماتے ہیں:-

(۱):- "آپ کے لئے خوشخبری یہ بھی ہے کہ اگر اپنے خلوص کے معیار کو بڑھائیں تو ان فکروں سے خدا آپ کو نجات بخشے گا کہ کس طرح ادائیگی ہونی چاہیئے۔ اس لئے اگر پہلے وہ معیار نہیں بھی تھا تو اب یہ معیار لے کر دوبارہ نئے ارادے سے خدا کے حضور اپنے وعدوں کی تجدید کریں۔"

(۲):- "جماعت میں ایسے نوجوان ہیں جو بعد میں آکر برسر روزگار ہوئے ..... اور غلطی سے وہ اس وعدے میں شامل نہیں ہو سکے۔ بہت سے ایسے ہیں پہلے اخلاص کے معیار میں کمزور تھے۔ اور اب خدا کے فضل سے آگے بڑھ گئے ہیں وہ سابقہ اخلاص کے معیار کی کمزوری کی وجہ سے شامل نہیں ہو سکے۔ اُن کی طرف توجہ دینا ضروری ہے۔"

(۳):- "بہت سے نئے احمدی ہوئے ہیں۔ اور اُن کی مالی قربانی میں شامل کرنا اُن کی زندگی کے لئے اُن کی بقاء کے لئے ضروری ہے ..... اُن کو بتانا چاہیئے کہ یہ عظیم الشان تحریک جو سو سالہ جشن سے تعلق رکھتی ہے، اور گذشتہ سو سال کی تاریخ میں آپ کی قربانی شامل ہو جائے گی۔ احمدیت کے آغاز سے پہلے دن سے کہ اس جشن کے سال تک خدا تعالیٰ آپ کی قربانی کو سارے سالوں پر پھیلا دے گا۔"

(۴):- "بعض لوگ اس چودہ سال کے عرصہ میں وعدہ کرکے فوت ہو گئے۔ اُن سے بھی وصولی کرنا چاہیئے۔ اس رنگ میں کہ ان کی اولاد کو توجہ دلائی جائے۔ اور بالعموم احمدیوں میں یہ دیکھا گیا ہے کہ جب اولاد کو بتایا جائے کہ آپ کے والدین ایک نیک ارادہ لے کر اُٹھے تھے وہ وفات پا گئے اور توفیق نہیں پا سکے کہ اُس وعدے کو پورا کر سکیں ...... تو اکثر صورتوں میں آپ دیکھیں گے کہ وہ وعدے پورے ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔"

(۵):- "کسی پہلو سے بھی آپ دیکھیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کے چندے میں کمی ..... کا کوئی احتمال نظر نہیں آتا۔ لازماً یہ چندہ وعدے کی نسبت بڑھ کر وصول ہوگا ..... اس لئے کمر ہمت باندھیں اور پورے زور سے ..... جہاد کی روح کے ساتھ ساری دُنیا میں عظیم الشان تحریک چلائیں کہ سب احمدی اللہ کے فضل کے ساتھ اُس سے دُعائیں مانگتے ہوئے اس طرح وعدے پورے کریں کہ خدا کی نصرت کا ہاتھ ان کو دکھائی دے۔ خدا کا پیار وہ اپنے دل میں محسوس کریں۔"

(بدر ۱۲؍مارچ ۱۹۸۷ء)

امام ہمام ایدہ اللہ الودود کے بصیرت افروز ارشادات ہر احمدی کو دعوت فکر و عمل دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور کے منشاء مبارک کو ایسے رنگ میں عملی جامہ پہنانے کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم غلبہ اسلام کی موعود اور تابناک صدی کا شایان شان استقبال کر سکیں۔ آمین اللّٰھم آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

مدرسہ احمدیہ قادیان میں نئے سال کا داخلہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کی تبلیغی، تعلیمی و تربیتی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے قادیان میں مدرسہ احمدیہ کا اجراء فرمایا۔ یہ بابرکت درسگاہ جو قابل قدر اور عظیم الشان خدمات سر انجام دے رہی ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ جماعت کی روز افزوں ترقی کے پیش نظر اور غلبۂ اسلام کی مہم کو تیز تر کرنے کے لئے مبلغین کی ضرورت روز بروز بڑھ رہی ہے۔ جسے پورا کرنے کے لئے احباب جماعت ہائے احمدیہ بھارت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے ہونہار بچوں کو خدمت دین کے جذبہ سے وقف کرکے مدرسہ احمدیہ قادیان میں دینی تعلیم و تربیت کے حصول کے لئے داخل کروائیں۔ اس میں داخلہ کی شرائط یہ ہیں کہ اُمیدوار

☆— میٹرک پاس ہو اور خدمت دین کا جذبہ رکھتا ہو۔

☆— سوائے استثنائی صورت کے عمر ۱۷ سال سے زائد نہ ہو۔

☆— قرآن مجید ناظرہ روانی سے پڑھ سکتا ہو۔

☆— اُردو بخوبی پڑھ سکتا ہو۔

مدرسہ احمدیہ قادیان میں پڑھنے والے طلباء کے لئے کچھ وظائف رکھے گئے ہیں۔ جو اُمیدوار کی تعلیمی، دینی، اخلاقی اور اقتصادی حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے دیئے جائیں گے۔

مدرسہ احمدیہ قادیان میں نئے سال کی پڑھائی انشاء اللہ وسط ستمبر ۱۹۸۸ء تک شروع ہو جائے گی۔ اُمیدوار نظارت تعلیم قادیان سے داخلہ فارم جلد از جلد حاصل کر لیں اور پھر یہ داخلہ فارم پر کرکے اپنے امیر یا صدر جماعت کی وساطت سے جولائی ۱۹۸۸ء کے آخر تک نظارت تعلیم قادیان میں بھجوا دیں۔ داخلہ کی فائنل منظوری سے قبل اُمیدوار ان کو انٹرویو کے لئے بلایا جائیگا۔ جس کے لئے اُمیدوار کو اپنے خرچ پر آنا ہوگا۔ اس انٹرویو کے بعد منتخب شدہ طلباء کا ہی مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخلہ ہو سکے گا۔

وظائف امداد کتب تعلیمی نادار طلباء

نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان کے بجٹ (مشروط بہ آمد) میں ایک "وظائف امداد کتب تعلیمی" قائم ہے۔ جس سے مستحق نادار طلباء کو خرید کتب وغیرہ کے لئے امداد دی جاتی ہے۔ لہٰذا صاحب استطاعت اور مخیر احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اس مد میں حسب توفیق و استطاعت رقم بھجوا کر ثواب دارین حاصل کریں۔

نوٹ:- نیز رقوم دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بھجواتے ہوئے یہ وضاحت کر دی جائے کہ یہ رقم امانت "امداد کتب تعلیمی" میں جمع کی جائے اور خط کے ذریعہ نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان کو اس کی اطلاع دی جائے۔

ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان

درخواست ہائے دُعا

○— مکرم نثار احمد صاحب بٹ ساکن ہاری پاری گام (کشمیر) اپنے بھائیوں عزیزان خورشید احمد اور طارق احمد کی P.U.C کے امتحانات میں نمایاں کامیابی کے لئے ○— مکرمہ بی بی فاطمہ صاحبہ برہ پورہ کی آنکھ کا موتیا بند کا آپریشن ہو گیا ہے لیکن کھانسی اور چہرہ پر ورم ہو جانے کے سبب آنکھ پھر کافی متأثر ہو گئی ہے۔ موصوفہ کی کامل شفایابی اور بینائی کی بحالی کے لئے ○— کلگام (کشمیر) کے غیر از جماعت دوست مکرم حمید اللہ صاحب نے لیکچر شپ کے لئے ریاستی پبلک سروس کمیشن میں درخواست دی ہے۔ موصوف اس امتحان میں کامیابی اور ترقی ملنے کے لئے ○— مکرم مصلح الدین صاحب آف راؤڑکیلہ اعانت بدر میں دس روپے جمع کرواتے ہوئے اپنی اور اپنے اہل و عیال کی صحت و سلامتی نیز دینی و دنیوی ترقیات کے لئے ○— مکرم محمود خاں صاحب آف راؤڑکیلہ اعانت بدر میں دس روپے ادا کرتے ہوئے دینی و دنیوی ترقیات کے لئے قارئین بدر سے دُعا کی عاجزانہ درخواست کرتے ہیں۔ (ادارہ)

قسط دوئم

تحفظ ختم نبوت کی علمبردار جماعت احمدیہ

تقریر مکرم مولوی محمد شریف الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ برموقعہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۷ء

ہمارے عام مسلمان بھائی ختم نبوت کے اپنے عقیدہ کے ثبوت میں لے دے کے صرف ایک آیت وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ پیش کرتے ہیں۔ جبکہ یہ آیت خود زیر بحث ہے۔ قرآن مجید کا طریق یہ ہے یُفَسِّرُ بَعْضُهٗ بَعْضًا۔ یعنی جب قرآن مجید کسی مضمون کو بیان کرتا ہے تو مختلف مقامات پر اسکی تائید اور توضیح کرتا ہے۔ لیکن قرآن مجید کا اس اہم مضمون پر صرف ایک آیت وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کہہ کر خاموش ہو جانا اور کسی دوسری جگہ اس مضمون کی وضاحت نہ کرنا جو ہمارے مسلمان بھائی اس سے نکالنا چاہتے ہیں بلکہ متعدد مقامات پر اس کے خلاف بیان کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضِ نبوت کو دیگر انبیاء سے زیادہ وسیع اور ارفع رنگ میں پیش کرنا اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ آیت خاتم النبیین کے وہ معنی ہرگز درست نہیں جو ہمارے مسلمان بھائی اس سے نکالنا چاہتے ہیں۔ اور ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ سارے قرآن مجید میں کوئی ایک آیت، تو کیا کوئی ایک لفظ بھی ایسا نہیں ہے جس سے ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہونا ثابت ہوتا ہو۔ یا ختم نبوت کے اس مفہوم کی تائید کرتا ہو جو غیر از جماعت احباب اور ان کے علماء پیش کرتے ہیں۔ بلکہ اس کے برعکس قرآن مجید کی متعدد آیات سے نہایت واضح رنگ میں ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین میں سے آپ کے بعد تابع اور امتی نبی آتے رہیں گے۔

چنانچہ قرآن مجید نے اُمتِ محمدیہ کو پہلے ہی سے خبردار کر رکھا ہے کہ دیکھو یہودیوں کی طرح تم بھی کہیں ختم نبوت کے غلط مفہوم کو اختیار نہ کر لینا۔ فرمایا:-

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ۔

(المؤمن: ۳۵)

ترجمہ:- اور یوسفؑ اس سے پہلے دلائل کے ساتھ تمہارے پاس آچکا ہے مگر تم جو کچھ وہ تمہارے پاس لایا تھا اُس کے بارے میں شک ہی میں رہے یہاں تک کہ جب وہ فوت ہو گیا تو تم نے (مایوسی سے) کہنا شروع کیا کہ اللہ اس کے بعد کوئی رسول مبعوث نہیں کرے گا۔ اسی طرح اللہ ہر حد سے گزرنے والے (اور) شبہ کرنے والے کو گمراہ قرار دیتا ہے۔

اس آیت کریمہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات کے بعد یہودیوں نے یہ عقیدہ اپنا لیا تھا کہ اب نبوت ختم ہو گئی ہے۔ خدا تعالیٰ اب کسی کو رسول بنا کر مبعوث نہیں کرے گا۔ لیکن کیا حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد نبوت و رسالت کا سلسلہ منقطع ہو گیا تھا؟ نہیں! بلکہ آپؑ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک بے شمار انبیاء مبعوث ہوئے۔ ایسے اعتقاد کو اللہ تعالیٰ حد سے گزرنے اور شک و شبہ میں مبتلا ہونے کا نتیجہ قرار دیتا ہے۔ اور امر واقعہ بھی یہی ہے کہ جب قوم میں روحانی و جسمانی۔ اخلاقی و مادی ہر لحاظ سے اس قدر احساس کمتری پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے اندر خدا تعالیٰ کے کسی فرستادہ کے مبعوث ہونے سے ناامید ہو جاتے ہیں۔ ایک طرف طرح طرح کی بدعات اور بد رسوم میں غلو پیدا ہو جاتا ہے دوسری طرف الہاماتِ الٰہیہ میں شک و شبہ راہ پا جاتا ہے بعینہٖ یہی حال آج کل کے مسلمانوں کا ہے۔ یہ آیت کریمہ اُن کے لئے فکر انگیز اور قابلِ غور ہے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے اسی مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے:-

وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا۔ (سورۃ الجن: ۸)

ترجمہ:- اور یقیناً وہ (یہودی) جن بھی یقین رکھتے تھے جس طرح تم یقین رکھتے ہو کہ اللہ کسی کو نبی بنا کر مبعوث نہیں کرے گا۔

یہاں بھی اسی عقیدے کو دہرایا گیا کہ تم یقین رکھتے تھے کہ آئندہ اللہ تعالیٰ کسی کو نبی بنا کر مبعوث نہیں کرے گا۔ کیونکہ خاتم النبیین آچکا ہے۔ اس لحاظ سے ہمارے مسلمان بھائیوں کو ان آیات پر غور کرتے ہوئے اپنے انجام کی فکر کرنی چاہیئے کہ کہیں وہ یہودیوں کے نقشِ قدم پر چل کر مسیح محمدی کا اسی طرح انکار نہ کر دیں جس طرح انہوں نے مسیح اسرائیلی کا کیا تھا۔ اور قریباً چار سال قبل حکومتِ پاکستان نے اسی غلط نظریئے کے بل بوتے پر جماعت احمدیہ کے خلاف جو آرڈیننس جاری کیا ہے وہ بھی اربابِ حکومت کی خود فریبی کا آئینہ دار ہے۔ کیونکہ دراصل ایسا اعتقاد نفسیاتی لحاظ سے سہل انگاری اور فرائض و واجبات اور ذمہ داریوں سے فرار کی عکاسی کرتا ہے۔ اور بدقسمتی سے مسلمانوں میں یہ سب کمزوریاں پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ انہی عوامل و اسباب کا تجزیہ کرتے ہوئے "خاکسار تحریک" کے علمبردار علامہ عنایت اللہ خان مشرقی اپنی کتاب "قول فیصل" میں "ختم نبوت کی آڑ میں مسلمانوں کی کام چوری" کے عنوان سے مسلمانوں پر گہری چوٹ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:-

"کیا تمہاری رسول خدا سے ...... محبت کی لغت میں ختم نبوت کے معنے آج یہ نہیں کہ چونکہ عمل پر تکلیف دینے والا اور خدا کی راہ میں جان اور مال مانگنے والا محمد مدت ہوئی چل بسا اور شکر ہے کہ چل بسا۔ بلکہ الحمد للہ کہ اب قیامت تک کوئی دوسرا تکلیف دہ نبی آنے کا نہیں اس لئے اب جو شخص بھی ہم سے قرآن پر عمل چاہے گا ہم اس کو نبی ہونے کا طعنہ دیکر اسلام سے خارج اور خاموش کر دیں گے۔ ہم بولنے سے پہلے اس کی عزت اور شہرت کا گلا گھونٹ کر رہیں گے۔ کئی سو برس تک ہمارے باپ دادوں کو ایک نبی نے بے حد تکلیف دی۔ اب اُس نبی کے "خاتمے" کے بعد کوئی دوسرا شخص اس کے صحیح اسوہ پر چلانے والا آیا تو ہم قرون اولیٰ کے کافروں کی طرح اُس کی شدید مخالفت کریں گے۔ اس کو مجنون شاعر اور دجال کہہ کر اس کی عزت کو ختم کر دیں گے۔ خدا خدا کر کے تیئیس برس کے بعد نبوت ختم ہوئی تھی۔ اس لئے اب قرآن پر عمل بھی ختم ہے۔ قرون اولیٰ کے مسلمان بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئے۔ اب ہماری دوستی صرف نمک خوار مولوی اور مُلّا سے ہے جو جنت کے لئے نمازی بننے کی کڑی قرآنی شرطوں کی بجائے تہمد، مسواک اور داڑھی کی آسان "اسلامی" شرطیں پیش کرتا ہے۔ نبوت کے ختم ہونے کے بعد قرآن پر عمل کرانے کی مجال اب کس انسان میں ہو گی۔"

("قول فیصل" صفحہ ۴۹ بحوالہ الفرقان ربوہ جولائی ۱۹۶۷ء صفحہ ۳۸)

آج پاکستان کے مظلوم احمدیوں پر جو کچھ بیت رہی ہے یہ حوالہ اُس کی پوری پوری عکاسی کرتا ہے۔ موجودہ زمانے میں مسلمانوں کی زبوں حالی۔ بے عملی۔ لاچاری و بیکسی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ گزشتہ پون صدی کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ علمائے اُمت، اصلاحِ اُمت کے کام میں ناکام ہو چکے ہیں۔ اور یہ کام اُن کے بس کا ہے بھی نہیں۔ جس کا اعتراف خود مسلمان علماء و مفکرین نے بھی کیا ہے چنانچہ مولانا عبد الماجد دریابادی نے اس تلخ حقیقت کی نقاب کشائی اس طرح کی ہے کہ:-

"اُمت کی موجودہ بے عملی اور مشرکانہ جاہلی رسموں میں گرفتاری بالکل مسلّم ہے۔ یہ عام مشاہدہ کی چیزیں ہیں۔ لیکن اس سے نجات دلانا کس کے بس کی بات ہے؟ کایا پلٹ کے لئے تو پیغمبرانہ عزم و عزیمت کی ضرورت ہے۔"

(صدق جدید لکھنؤ۔ ۵ اکتوبر ۱۹۶۲ء)

اسی ضرورت کا اظہار مولانا ابو الاعلیٰ مودودی بھی اس رنگ میں کرنے پر مجبور ہوئے ہیں کہ:-

"اکثر لوگ اقامتِ دین کی تحریک کے لئے کسی ایسے مردِ کامل کو ڈھونڈتے ہیں جو اُن میں سے ایک ایک شخص کے تصور کمال کا مجسمہ ہو اور جس کے سارے پہلو قوی ہی قوی ہوں۔ دوسرے الفاظ میں یہ لوگ دراصل نبی کے طالب ہیں۔ اگرچہ زبان سے

ختم نبوت کا اقرار کرتے ہیں۔ اور کوئی اجرائے نبوت کا نام بھی لے دے تو اُس کی زبان گدّی سے کھینچنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ مگر اندر سے اُن کے دل ایک نبی مانگتے ہیں۔ اور نبی سے کم کسی پر راضی نہیں۔"

(ترجمان القرآن۔ دسمبر جنوری ۴۲-۱۹۴۳ء صفحہ ۲۰۶)

پس جماعت احمدیہ ختم نبوت کا جو مفہوم بیان کرتی ہے وہ فطرت کا تقاضا اور مسلمانوں کے دل کی آواز ہے جس پر آیات قرآنیہ بھی شاہد ناطق ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سب سے پہلی سورۃ میں مسلمانوں کو یہ دعا سکھائی ہے کہ:-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ
صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ
غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا
الضَّآلِّيْنَ ۝

یعنی اے اللہ، تو ہمیں سیدھے راستے کی راہنمائی فرما اور اُن لوگوں کے راستے پر چلا جن پر تو نے انعام فرمایا ہے۔ اُن کی راہ سے بچا جو مغضوب علیہم یا گمراہ اور ضالین تھے۔

یہ دعا ہر باعمل مسلمان دن میں کم از کم تیس یا بتیس مرتبہ پڑھتا ہے۔ اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کے لئے ایک عظیم الشان بشارت ہے کہ تم کو بھی اسی دعا کے نتیجہ میں وہ سب نعمتیں ملیں گی جو اُمت محمدیہ سے پہلے لوگوں کو مل چکی ہیں۔ کہیں تمہارے دل میں یہ خیال گھر نہ کر جائے کہ آنحضرت صلعم کے خاتم النبیین ہونے کی وجہ سے اب وہ انعام ختم ہو گئے ہیں یہاں پر یہ بات بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اس دعا میں صرف ہدایت طلب کرنا مقصود نہیں ہے۔ اگر صرف اتنا ہی مقصود ہوتا تو پھر اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کہنا ہی کافی تھا۔ اس کے ساتھ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کے الفاظ کا اضافہ کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ ان الفاظ کا زیادہ کرنا صاف ظاہر کرتا ہے کہ ختم نبوت کے غلط مفہوم کو رد کرتے ہوئے گزشتہ انعام پانیوالے لوگوں کے انعام حاصل کرنے کے لئے دعا سکھلائی گئی ہے۔ پہلی قوموں نے کیا انعامات [illegible] کئے اس تعلق میں اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ وضاحت فرمائی ہے کہ:-

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ
اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ
اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْبِيَآءَ
وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا۔

(سورۃ المائدہ: ۲۱)

یعنی موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم اللہ کے اس انعام کو یاد کرو کہ اس نے تم میں انبیاء پیدا کئے اور اس نے تمہیں بادشاہت عطا کی۔

سورۃ فاتحہ کی دعا صراط الذین انعمت علیہم اور اس آیت کریمہ کو یکجائی طور پر دیکھا جائے تو وضاحت سے معلوم ہو جاتا ہے کہ مسلمانوں کو بھی نبوت اور بادشاہت دونوں قسم کے انعام ملیں گے۔ کیونکہ وہ خیر اُمت ہے اور خیر الرسل کو ماننے والی ہے۔

اگر نبوت کا حصول ناممکن تھا۔ اور ختم نبوت کا یہ مفہوم تھا کہ آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آ سکتا اور خاتم النبیین سے یہ مراد تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں ان معنوں میں کہ اب کسی قسم کا بھی کوئی نبی آپ کے بعد نہیں آ سکے گا تو پھر خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ دعا کیوں سکھائی۔ ظاہر ہے کہ اُمت محمدیہ کے افراد کے لئے بھی نبوت کا انعام اسی طرح ممکن الحصول تھا جس طرح بادشاہت کا انعام ممکن الحصول ہے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ
فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ
اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ
وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ
وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ
اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝

(سورۃ النساء: آیت ۷۰)

کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں کے ساتھ شامل کئے جائیں گے جن پر ہم نے انعام کیا یعنی نبی۔ صدیق۔ شہید اور صالح۔ اور یہ سب انعام پانے والے لوگ بہترین رفیق ہیں۔

اس آیت کریمہ سے سورۃ فاتحہ میں بیان شدہ انعام کی مزید تشریح ہو جاتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ایک سچا مسلمان صالحیت کے انعام سے ترقی کر کے نبوت کے مقام تک پہنچ سکتا ہے۔ اگر اس آیت کے یہ معنے کئے جائیں جیسا کہ غیر از جماعت علماء کیا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے صرف ظاہری طور پر نبیوں کے ساتھ ہوں گے مگر نبی نہیں ہوں گے تو پھر یہی تشریح باقی تین مدارج کے لئے بھی کرنی پڑے گی کہ وہ صدیقوں کے ساتھ ہوں گے مگر صدیق نہ ہوں گے۔ وہ شہیدوں کے ساتھ ہوں گے مگر شہید کا درجہ نہ پائیں گے۔ وہ صالحین کے ساتھ تو ہوں گے مگر صالحیت کا مقام حاصل نہ کر سکیں گے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ تشریح صحیح نہیں ہوگی۔ کیونکہ یہ معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان کے صریح منافی ہیں کہ نعوذ باللہ آپ کی پیروی سے کوئی شخص صدیق اور صالح بھی نہیں ہو سکتا۔ پس یہ آیت نہایت وضاحت کے ساتھ اُمت محمدیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں نبوت کا دروازہ کھول رہی ہے اور ختم نبوت کی اُس حقیقت کو جو ہمارے مسلمان بھائی پیش کرتے ہیں، رد کر رہی ہے۔

ہمارے انہی معنوں کی تائید امام راغب علیہ الرحمۃ کی تفسیر سے بھی ہوتی ہے۔ تفسیر بحر المحیط میں لکھا ہے:-

قَالَ الرَّاغِبُ مِمَّنْ اَنْعَمَ
اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ الْفِرَقِ
الْاَرْبَعِ فِي الْمَنْزِلَةِ وَالثَّوَابِ
اَلنَّبِيَّ بِالنَّبِيِّ وَالصِّدِّيْقَ
بِالصِّدِّيْقِ وَالشَّهِيْدَ
بِالشَّهِيْدِ وَالصَّالِحَ
بِالصَّالِحِ"

(تفسیر بحر المحیط جلد ۳ صفحہ ۲۸۷ مطبوعہ مصر)

یعنی امام راغب رح نے کہا ہے کہ ان چار گروہوں کے ساتھ درجہ اور ثواب میں شامل کر دے گا جن پر اس نے انعام کیا ہے۔ اس طرح کہ جو تم میں سے نبی ہوگا اس کو نبی کے ساتھ ملا دے گا۔ اور جو صدیق ہوگا اُسے صدیقوں کے ساتھ ملا دے گا۔ اور شہید کو شہید کے ساتھ اور صالح کو صالح کے ساتھ ملا دے گا اس عبارت میں امام راغب رح نے النبی بالنبی کہہ کر ظاہر کر دیا ہے کہ اس اُمت کا نبی گزشتہ انبیاء کے ساتھ شامل ہو جائے گا۔ جس طرح باقی درجوں کے لوگ اُن کے درجوں میں شامل ہوں گے۔ گویا ان کی تفسیر کے مطابق اُمت محمدیہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ ورنہ وہ کونسے نبی ہوں گے جو امام راغب رح کی اس تفسیر کے مطابق انبیاء کی صف میں شامل ہوں گے؟

ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ
رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ
عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَمَنِ اتَّقٰى
وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

(الاعراف: ۳۶)

یعنی اے بنی آدم! اگر آئندہ تمہارے پاس تمہیں میں سے خدا تعالیٰ کے رسول آئیں جو تم کو خدا تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سنائیں (تو تم ہرگز انکار نہ کرنا بلکہ ایمان لے آنا۔ کیونکہ) جو لوگ رسولوں کی آمد پر تقویٰ سے اختیار کرتے ہیں اور اپنی اصلاح کرتے ہیں وہ خوف اور حزن سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

اس آیت کے سیاق و سباق کے الفاظ واضح طور پر یہ ثابت کر رہے ہیں کہ یہ خطاب خصوصاً اُمت محمدیہ کے افراد سے ہے۔ اور جب تک آدم زاد موجود ہیں اور صفحۂ زمین انسانوں سے آباد ہے، اُن میں رسول آتے رہیں گے۔

علامہ جلال الدین سیوطی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:-

"فَاِنَّهٗ خِطَابٌ لِاَهْلِ
ذٰلِكَ الزَّمَانِ وَلِكُلِّ
مَنْ بَعْدَهُمْ۔"

(تفسیر اتقان جلد ۲ صفحہ ۳۶ مصری)

یعنی یہ خطاب اُس زمانہ کے لوگوں اور سب بعد کے لوگوں کے لئے ہے۔

اسی طرح علامہ بیضاوی اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:-

"اِتْيَانُ الرُّسُلِ اَمْرٌ
جَائِزٌ غَيْرُ وَاجِبٍ۔"

(تفسیر بیضاوی مجتبائی جلد ۲ صفحہ ۱۵۴)

کہ رسولوں کا آنا جائز یعنی ممکن ہے واجب یعنی ضروری نہیں۔

پس اس آیت میں صرف آئندہ رسولوں کے آنے کا ہی ذکر نہیں بلکہ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ وہ رسول باہر سے نہیں آئیں گے بلکہ تم میں سے ہوں گے۔ یعنی تمہارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع اور اُمتی ہوں گے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوجہ خاتم النبیین ہونے کے ایسے عظیم الشان نبی ہیں کہ کوئی بڑے سے بڑا روحانی انعام ایسا نہیں جو پہلے کسی انسان پر ہوا ہو اور آپ کی اُمت کو آپ کی پیروی کی برکت سے نہ مل سکتا ہو پہلے انبیاء کی پیروی کی برکت سے صدیق ہوئے، شہید ہوئے اور صالح ہوئے لیکن اُمتی نبی کوئی نہیں ہوا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خاص فخر بخشا گیا ہے کہ آپ کا ایک اُمتی بھی نبوت کے مقام کو حاصل کر سکتا ہے۔ (باقی آئندہ)

تقرر امیر

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے تحت مکرم محمد نعمت اللہ صاحب غوری بطور امیر جماعت احمدیہ یادگیر مورخہ ۸۸-۵-۱۵ سے اپنے فرائض ادا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ تقرر مبارک کرے اور بہتر رنگ میں خدمات کی توفیق دے۔

ناظر اعلیٰ قادیان

نئے ایڈیٹر اخبار بدر قادیان کا تقرر

احباب کرام کی اطلاع کیلئے تحریر ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک سال کے لئے مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل نائب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ کو ایڈیٹر بدر مقرر فرمایا ہے کیونکہ مکرم مولوی خورشید احمد صاحب ... سابق ایڈیٹر بدر کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بطور نائب ناظر بیت المال آمد مقرر فرما دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر دو حضرات کا تقرر بابرکت کرے۔ اور مکرم مولوی خورشید احمد صاحب انور نے بطور ایڈیٹر اخبار "بدر" کی جو خدمت کی ہے اللہ تعالیٰ اسکی جزائے خیر ان کو عطا فرمائے۔ آمین۔

صدر نگران بورڈ بدر

(بقیہ صفحہ اول)

... دور پچھر دسمبر ۸۸ء تک ان وعدہ جات کی مکمل ادائیگی ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ احباب جماعت کو پُرخلوص نمونے پیش کرنے اور تراجم قرآن کریم کی اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ
(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)
منجانب:- ماڈرن شو کمپنی ۶/۵/۳۱ لوئر چت پور روڈ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳
MODERN SHOE CO
31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD
PHONE:- 275275
RESI:- 273903 {CALCUTTA-700073

RIDER SEEA ... PARTS
AUTHORISED DISTRIBUTORS
AMBASSADOR - TREKKER
BEDFORD - CONTESSA
AUTHORISED DEALERS
PERKINS ...
تار کا پتہ:- AUTOCENTRE
ٹیلیفون نمبرز:- 28-5222 / 28-1652
ہر قسم کی گاڑیوں - پیٹرول و ڈیزل کار، ٹرک، بس، جیپ اور ماروتی کے اصلی پرزہ جات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS,
16- MANGOE LANE, CALCUTTA-700001 — ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۷۰۰۰۰۱

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج ٭ جس کی فطرت نیک ہے آئیگا وہ انجام کار
رائچوری الیکٹریکلس (الیکٹرک کنٹریکٹر)
RAICHURI ELECTRICALS
(ELECTRIC CONTRACTOR)
TARUN BHARAT CO-OP HOUSE SOCT
PLOT NO-6 GROUND FLOOR, OLD CHAKALA
OPP. CIGARETTE HOUSE ANDHERI(EAST)
BOMBAY-400099
PHONE { OFFICE:- 634-8179 / RESI:- 629339

اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ
ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)
THE JANTA PHONE-279283
CARDBOARD BOX MFG. CO
MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF - CARDBOARD
CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS
15, PRINCEP STREET. CALCUTTA-700072

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
النسیم جیولرز
پروپرائیٹر:- سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ:-
خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری نارتھ ناظم آباد کراچی۔ فون نمبر ۶۲۹۴۴۳

قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ
ترجمہ:- "میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے"
(ارشاد نبوی)
آٹو ونگس
AUTOWINGS,
15, SANTHOME HIGH ROAD
MADRAS-600004
PHONE { 76360 / 74350

یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْٓ اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکردہ:- کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس۔ سٹاکسٹ جیون ڈریسز۔ مدینہ میدان بھدرک ... ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)

پروپرائیٹر:- شیخ محمد الیاس احمدی۔ فون نمبر:- 294

"میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں!"

(ارشاد حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

محتاج دعا:- اقبال احمد جاوید مع برادران۔ جے این روڈ انیٹر۔ اسپیڈ جے این انٹرپرائزز

NO, 75, FARAH COMMERCIAL COMPLEX
J.C. ROAD BANGALORE — 560002
PHONE :- 228666

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" (ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

احمد الیکٹرانکس

کورٹ روڈ۔ اسلام آباد کشمیر

گلڈ الیکٹرانکس

اڈیسٹرمہ روڈ۔ اسلام آباد کشمیر

ایمپلی فائر، ریڈیو، ٹی وی، آٹو شاپ اور سلائی مشین کی سیل اور مرمت

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

- اسے بڑو! چھوٹوں پر رحم کرو، نہ ان کی تحقیر۔
- اے عالمو! نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل
- اے امیرو! غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے ان پر تکبر۔

(کشتی نوح)

M. MOOSA RAZA SAHEB & SONS
6. ALBERT VICTOR ROAD FORT
GRAM:- MOOSARAZA
PHONE :- 605558
BANGALORE-560002.

"پندرھویں صدی ہجری غلبہ اسلام کی صدی ہے"

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

پیشکش:-

SABA Traders

WHOLE SALE DEALER IN HAWAI & PVC CHAPPALS
SHOE MARKET NAYAPUL HYDERABAD - 500002
PHONE NO - 522860

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے" (ملفوظات جلد ششم)

فون نمبر:- ۲۲۹۱۹　"ALLIED" ٹیلیگرام

الائیڈ پروڈکٹس

سپلائرز۔ گرشڈ بون۔ بون میل۔ بون سینیوز اور ہارن ہوفس وغیرہ

نمبر ۲/۲/۲۲ عقب کاچی گوڑہ ریلوے اسٹیشن حیدر آباد (آندھرا پردیش)

"نماز ساری ترقیوں کی جڑ اور زینہ ہے!"

NIR

CALCUTTA-15

پیش کرتے ہیں

آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب۔ ربر شیٹ ہوائی چپل نیز ربر پلاسٹک اور کینوس کے جوتے